۲۳ ر امان ۱۳۴۶ ہش | ۱۱ ر ذو الحجہ ۱۳۸۶ھ | ۲۳ ر مارچ ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ ر مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۵ ر مارچ کی رپورٹ مظہر ہے کہ

"حضور کی کھانسی میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے لیکن ضعف کی تکلیف ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔"

قادیان ۲۰ ر مارچ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

البتہ محترمہ بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

گلبرگہ شریف میں حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ کا تبلیغی سٹال اور مؤثر تبادلہ خیالات

رپورٹ مرتبہ مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز دکن کے مشہور بزرگ اور ولی صفت انسان گذرے ہیں ان کا مقبرہ دکن کے ایک مشہور مقام گلبرگہ شریف میں ہے جس کو درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بقول کسی کے ؎

"نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز"

اس کا عرس ۱۵ ر ذی القعدہ کو شروع ہوتا ہے جس میں شرکت کے لئے ہزارہا عقیدت مند دور دراز مقامات سے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ بالخصوص حیدر آباد دکن سے اسپیشل ٹرین چلائی جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ زائرین جوق در جوق آتے ہیں۔ عرس کے موقعہ پر نظام حیدر آباد بھی گلبرگہ تشریف لایا کرتے تھے۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ یادگیر نے تبلیغی سٹال کا پروگرام تجویز کیا۔ چنانچہ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری کی زیر نگرانی مکرم محمد ادریس صاحب سیکرٹری امور عامہ مکرم عبد الصمد صاحب اور مکرم مولوی غفیف احمد صاحب مقامی مبلغ نے گلبرگہ پہنچ کر تبلیغی سٹال کے لئے ضروری انتظامات کئے۔

عرس کے آغاز سے قبل ہی سٹال قائم کرنے کے لئے خواجہ بازار کے حلقہ میں جگہ کرایہ پر لی گئی جہاں ایک خوبصورت سٹال کھڑا کیا گیا۔ اور جس کے اندرونی جانب ایک نقشہ کپڑے پر اتروا کر آویزاں کیا گیا۔ جس نقشہ کی سرخی "اسلام دنیا کے کناروں تک" بنائی گئی تھی اور جس میں بیرونی ممالک میں مساجد، مشن ہاؤس اور تراجم قرآن مجید وغیرہ وغیرہ دلآویز انداز میں بتلائے گئے ہیں اور یہ نقشہ ناظرین کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ۱۵ ر ذی القعدہ کی صبح سے تبلیغی سٹال پر کام شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کا لٹریچر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تصانیف اس کے علاوہ مناظرہ یادگیر اور قرآن کریم انگریزی ترتیب سے سٹال میں رکھ دیا گیا تھا۔ ہمارا تبلیغی سٹال بھی جاذب نظر اور مرجع خواص و عوام بنا تھا کہ خواجہ نشر گاہ سے بار بار یہ نشر ہو رہا تھا کہ

"جماعت احمدیہ کے بک سٹال سے دینی مذہبی کتب کے علاوہ مناظرہ یادگیر اور قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ دستیاب ہو سکتا ہے"۔

نشر کرنے کا انداز بھی مؤثر تھا نشری پروگرام میں صبح، دوپہر اور مغرب سے لے کر ساڑھے بارہ بجے تک بک سٹال کے متعلق نشر کیا جاتا تھا۔ ۱۸ ر ذی القعدہ مطابق ۲۷ ر فروری ۱۹۶۷ء کو چراغاں تھا۔ عوام کی کثرت تھی۔ اس لئے حسب ذیل لٹریچر بتفصیل ذیل تقسیم کیا گیا

۱۔ ندائے ایمان حصہ اول مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تعداد ۵۰۰

۲۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور لمحہ فکریہ تعداد ۲۰۰

۳۔ آسمانی فیصلہ ۲۵۰

۴۔ شان رسول عربی صلعم ۲۰۰

۵۔ ہمارا دین ۵۰

تقسیم کے وقت لوگ لٹریچر کو خود بھی پڑھ رہے تھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دے رہے تھے۔ اس طرح ۲۴ ر فروری سے ۳ ر مارچ تک اسٹال پر کام کرنے والوں کے شب و روز لٹریچر تقسیم کرنے اور مختلف علم دوست حضرات سے تبادلہ خیال کرنے میں گزرے۔

عالیجناب سجادہ صاحب احمدیہ بکسٹال میں

۲ ر مارچ کی شام کو عالیجناب سجادہ سید شاہ محمد حسینی صاحب درگاہ بندہ نواز کو احمدیہ بک سٹال میں چائے نوشی کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے دعوت کو قبول کرتے ہوئے احمدیہ بک سٹال تشریف لائے۔ اس موقعہ پر موصوف کی خدمت میں مقامی مبلغ مولوی غفیف احمد صاحب نے قرآن کریم انگریزی تحفۃً پیش کیا نیز اسی وقت نشری پروگرام میں یہ نشر ہو رہا تھا کہ حضرت سجادہ صاحب قبلہ احمدیہ بک سٹال میں تشریف فرما ہیں اور جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم انگریزی اور لٹریچر کا تحفہ پیش کیا جا رہا ہے۔ صاحب موصوف کو جماعت کا تعارف کرایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا فوٹو بتلا کر یہ بات بتلائی گئی کہ یہ قرآن کریم انگریزی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نگرانی میں شائع ہوئی ہے۔ فوٹو دیکھنے کے بعد سجادہ صاحب نے دریافت کیا کہ یہی میاں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ اس پر ہم نے بتایا کہ یہی ہیں اور ان کا انتقال پچھلے سال ہوا ہے۔ انتقال کا لفظ سنتے ہی سجادہ صاحب نے انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت مانگی۔ موصوف کافی دیر تک اسٹال میں تشریف فرما رہے۔ اسٹال کے باہر عقیدت مندوں کا ہجوم سجادہ صاحب کے احترام میں کھڑا انتظار کر رہا تھا۔

نعت نبوی

خواجہ نشر گاہ کے نشری پروگرام میں ایک دن نعت کا پروگرام تھا جس میں جماعت کے خادم مکرم عبد الرشید صاحب نے بھی حصہ لیا "بدرگاہ ذی شان خیر الانام" بہت ہی خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جس سے سامعین پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ ہمارا یہ تبلیغی اسٹال بارہ روز تک سرگرم عمل رہا۔ ہزاروں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ مندرجہ ذیل لٹریچر فروخت کیا گیا۔

۱۔ قرآن کریم انگریزی ۷ عدد

۲۔ کلمہ طیبہ تقاریر حضرت سیٹھ محمد اعظم صاحب ۲۰ عدد

۳۔ حقیقی اسلام ۱۰ عدد

۴۔ سیرۃ النبیؐ ۲۵ "

۵۔ آئینہ جمال ۲۷ "

۶۔ نماز (بزبان سندی) ۳ "

۷۔ اسلامی اصول کی فلاسفی سوار (بزبان کنڑی)

۸۔ مناظرہ یادگیر ۴ عدد

ان کتب کے ساتھ تیس اہم اسور لٹریچر مفت دیا گیا۔

الحمد للہ ہماری اس تبلیغی مہم کی کوئی

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

حکیم صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ربوہ میں

درویشان قادیان سے خطاب

بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء

(مرتبہ محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر)

امسال ربوہ کے جلسہ سالانہ پر قادیان کے بیشتر درویشان کو شرکت کا موقع ملا۔ مورخہ ۲۷ فروری کو قافلہ کی واپسی تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے از راہ شفقت ایک روز قبل مورخہ ۲۶ کو درویشان کو اپنے خصوصی خطاب سے نوازا۔ یہ پُر مسرت ملاقات بخشاریہ وقت بھی بڑا ہی پُر لطف اور روح پرور تھا جبکہ درویشان اپنے روحانی باپ کے قدموں میں بیٹھے براہ راست حضور کا ایمان افروز خطاب اور زریں نصائح سن کر رہے تھے۔ حضور نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں قادیان کی درویشانہ زندگی اور پیش آمدہ حالات کے مطابق اپنے آپ کو تیار کرنے کے سلسلہ میں بیش قیمت ہدایات سے نوازا۔ چونکہ درویشان بھی ایک پہلو سے قادیان میں رہ کر اسماعیلی قربانی پیش کر رہے ہیں اور حضور کا خطاب بھی اسی نوعیت کا تھا اسلئے عید الاضحی کی مناسبت سے آج کی اشاعت میں یہ خطاب اپنے الفاظ میں ہدیہ قارئین کرام کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جماعت مبائعین کی امتیازی شان

اخبار بدر میں غیر مبائعین کے بارہ میں شائع شدہ مضامین کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ احمدیہ جماعت خدا تعالیٰ کے اس مامور کی جماعت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام کو زمین پر غالب کرے گا دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کا یہ غلبہ کس جماعت کے ذریعہ حاصل ہو رہا ہے۔ اور کس فریق کو اللہ تعالیٰ ایسی توفیق عطا فرما رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں سعید روحیں ہدایت پائیں اور دین اسلام میں پختہ ہوں۔

حضور نے پشاور کے قریب شیخ محمد نامی کے گاؤں میں تشریف لے جانے اور اس جگہ غیر مبائعین سے تبادلہ خیالات کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا۔ میرے پاس کتاب ملفوظات حضرت مسیح موعود کی ایک جلد تھی میں نے اس میں سے ایک اقتباس نکال کر وہاں کے رہنے والوں کی خواہش کے مطابق پیش کیا کہ ہم دونوں فریق حضرت مسیح موعود کے حکم و عدل ہونے پر دستخط کر دیں اس پر بعد میں اہل پیغام میں بڑی لے دے ہوئی کہ ایسا کیوں ہوا۔ حضور نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم اور عدل نہیں مانتے۔ اگر یہ لوگ سچے دل سے حضور کو حکم و عدل تسلیم کریں تو انہیں حضور کی تحریرات سے جھوٹے معترات نکالکر ان میں سے اپنے مطلب کا مفہوم پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے بلکہ ہماری تجویز کے مطابق وہ حضرت مسیح موعود کے تحریر فرمودہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" پر کھلے دل سے دستخط کر دیں۔ صرف یہی اشتہار کیا ہم تو حضور کی جملہ تحریرات پر بغیر کسی شرط کے دستخط کرنے کے لئے تیار ہیں کہ حضور نے اپنے متعلق جو دعاوی ان تحریرات میں پیش فرمائے ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور کہ حضور کی یہ سب تحریرات ہمارے لئے واجب العمل ہیں۔

ہندوستان میں گرانی

حضور نے ہندوستان میں گرانی کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا آجکل ہندوستان میں جہاں آپ رہتے ہیں گرانی بہت ہے اور قلت غذائیت کا مسئلہ درپیش ہے اب تو یہاں پر بھی گرانی شروع ہو گئی ہے مگر وہاں نسبتاً زیادہ ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک سالی کا اندیشہ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ قادر ہے وہ بغیر بارش کے بھی فصلوں کی حالت درست کر کے قحط کی حالت کو دور کر سکتا ہے۔ آپ لوگ جو خدا کی توفیق سے قادیان میں بالکل رکے ہیں اور انشاء اللہ آباد رکھے اور ان کی برکات سے خود بھی اور آپ کی اولاد کو بھی متمتع کرنے کا موقع پا رہے ہیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم خدا کے لئے قربانی دے رہے ہیں۔ اگر یہ دعویٰ درست ہے تو جتنی تکالیف اس ملک کے دوسرے لوگ مجبور ہو کر برداشت کر رہے ہیں۔ اگر قادیان والوں کو اس سے زیادہ تکالیف کا سامنا ہو تو انہیں اس کے لئے بھی تیار رہنا چاہیے۔ ہندوستان کے بعض حصوں میں شدید غذائی قلت کے سبب پریشان کن حالات کا سامنا ہے وہ لوگ محض مجبور ہیں انہیں نہ قربانی کا دعویٰ ہے اور نہ وہ اس تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کے امیدوار ہیں۔ اس کے برعکس آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا کی خاطر ہم لوگ قادیان میں ٹھہرے ہیں۔ اگر کبھی حالات پریشان کن صورت اختیار کر جائیں تو بڑے صبر سے کام لیں۔ بلکہ ضرورت کے وقت آپ لوگ زیادہ سے زیادہ قربانی دینے کے لئے تیار رہیں۔ میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو اس کی توفیق دے گا

غذائی قلت کے مقابلہ کے لئے تدابیر

حضور نے فرمایا قادیان میں رہنے والوں پر بھی ایسے حالات آ سکتے ہیں کہ انہیں غذائی قلت کا سامنا ہو۔ ایسے وقت ایک تو کم سے کم کھانا کھانے کی عادت ڈالنی چاہئیے اس طریق سے بھی غذائی قلت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے دوسرے یہ کہ دیگر ضروریات کو چھوڑ کر صرف غذائی ضرورت کو مقدم کیا جائے مثلاً حالات کا موازنہ کر کے دیکھیں جائے کہ نیا کپڑا بنوانا زیادہ ضروری ہے یا غذا خرید کر بھوک کو دور کرنا ہے اگر آپ مثلاً سال دو سال تین سال تک نیا کپڑا نہ خریدیں اور پیوند لگا کر کپڑے پہنتے رہیں تو یہ ایسی قربانی ہے کہ بغیر کسی خرابی پیدا ہونے کے آسانی سے برداشت کی جا سکتی ہے۔ آخر صحابہ کرام میں سے بہت سے ایسے تھے جو پیوند لگے کپڑے پہن لیتے تھے۔ وہ ایسے شوقین نہ تھے جب خدا دیتا ہے تو ایسے وقت میں اچھا اور قیمتی کپڑا پہننا بُرا نہیں۔

حضور نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ غالباً ۱۹۳۸ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں دہلی گیا جامع مسجد کی سیڑھیوں کے پاس ایک ریڑھا تھا جو لٹّے آئے گز تھا میں نے تین اچکنوں کا کپڑا خرید لیا۔ قادیان آئے تو اچکن کی سلائی دریافت کی معلوم ہوا کہ دس روپیہ لیتے ہیں۔ آخر قادیان کے ایک بوڑھے درزی محمد حسین صاحب اچکن کے کپڑے کی قیمت کے برابر سلائی پر رضامند ہو گئے۔ چنانچہ دیر تک میں اس کو پہنتا رہا۔

حضور نے فرمایا ۱۹۵۳ء میں مجھے ایک ماہ پچیس دن تک جیل میں رہنا پڑا۔ تو شروع میں بیس روز بھی سی کلاس میں گذارنے پڑے جہاں دستور کے مطابق جیل کے تنگ اور ادنیٰ قسم کے کپڑے پہننے ہوتے ہیں یہ کپڑے اکثر اتنے تنگ تھے کہ میں سانس لیتا تو اُن کے ٹانکے کھل جایا کرتے تھے۔ بہر حال میں نے بڑی خوشی سے ان کو پہنا۔ اس وقت مجھے یہ خیال بھی نہیں آیا کہ میں کوئی قربانی دے رہا ہوں۔ تو خاص حالات کے وقت اگر لنڈے کپڑے بنوائیں یا پہلے ہی کے تیار شدہ کپڑوں پر گزارہ کریں تو یہ کوئی خاص قربانی نہیں بلکہ دور اندیشی ہے جس پر آپ لوگوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

اخراجات میں کمی کی صورتیں حضور نے فرمایا اسی طرح مختلف قسم کے اخراجات میں کمی کا ایک ذریعہ صابن ہے کچھ نہ کچھ تو صابن پر بھی خرچ اٹھ جاتا ہے اگر ایسا تنگ وقت آن پڑے تو کھانا مقدم سمجھا جائے اور صابن کے ساتھ کپڑوں کی صفائی کو ثانوی حیثیت دی جائے۔ اسی طرح کفایت کا طریق برتا جا سکتا ہے۔ جہاں پانی کی قلت ہے وہاں اس بات کا اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ سید و نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پانی کی کمی ہو جاتی تھی چنانچہ اسلامی تعلیمات میں بھی اس کے مطابق گنجائش موجود ہے۔ مثلاً وضو کے وقت ہر عضو کو تین کی بجائے ایک بار بھی تر کر لینے سے وضو مکمل ہو جاتا ہے اسی طرح اگر پانی کو کم خرچ کر کے بھی پیسے بچائے جا سکتے ہوں تو ایسا کر لینا چاہیئے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں خدا کی قدرت نے پانی بڑھا دیئے

ؔ انجمن احمدیہ ایجیٹیشن کے سلسلہ میں بعض غلط رپورٹوں کی بناء پر اُس وقت کی حکومت نے حضور انور کو اور جماعت کے بعض دوسرے اکابر کو گرفتار کر لیا تھا۔ بعد میں غلط فہمی دور ہو جانے پر سب کی باعزت رہائی عمل میں آگئی۔ حضور کا اشارہ اسی واقعہ کی طرف ہے۔

(بدر)

کے معجزات دکھائے مگر سب کے ساتھ ایسا ہونا ضروری نہیں۔ تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب قیصر کے ساتھ مقابلہ ہو رہا تھا تو خالد بن ولید کو حکم ملا کہ نصف فوج لے کر پہنچیں وہ وقت ایسا تھا کہ پانی نہیں ملتا تھا۔ اس وقت اونٹ ذبح کر کے اس کے معدہ میں پانی کا جو ذخیرہ ہوتا ہے صحابہ کرام اس کو استعمال کرتے آخر اس میں بسانند بھی آتی ہوگی کیونکہ اونٹ کے جسم کے اندرونی معدہ نے اس پر بہر حال اثر کیا ہوگا۔ مگر صحابہؓ نے اسی پانی کو استعمال کیا۔

اسی طرح ایک طریق وہ ہے جس کا احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ سارے کھانے اکٹھے کرو پھر حضورؐ نے سب لوگوں میں حصہ رسدی تقسیم فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اگر ایسے حالات آ جائیں تو سب قسم کی باقی ضروریات کو چھوڑ کر لنگر کو پورا کیا جانا ضروری ہوگا۔ سو یاں ایسا انتظام بھی ہو سکتا ہے کہ مقررہ تنخواہیں اور گذارے بند کر دیئے جائیں اور سب کو لنگر سے مقررہ مقدار میں کھانا دیا جائے۔ حضور نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ کھانا کھانے کی کچھ ضرورت ہے اور کچھ عادت اس میں فرق کرنا چاہیئے۔

خوراک دو قسم

کی ہوتی ہے۔ ایک وہ ہے جو عادت کے مطابق کھائی جاتی ہے مثلاً پیٹ بھر کر کھانا۔ ایک کھانے کی بجائے کئی کھانے کھا لینا۔ ایک خوراک وہ ہوتی ہے جو اس لئے کھائی جاتی ہے کہ ہماری زندگی قائم رہے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے سوچا کہ میں اس پر کہاں تک عمل کر سکتا ہوں چنانچہ ہمارے گھروں میں جو پھلکا پکتا ہے اس کے نصف تک اپنی خوراک کو کم کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس سے میری صحت میں کسی طرح کی کمی نہیں آئی اور کام بھی باقاعدہ کرتا رہا۔ حضور نے فرمایا۔ انسان کے معدہ کو ایک تو کھانے کی عادت ہوتی ہے اور ایک اس کی لازمی ضرورت ہے۔ عادت کو کم کیا جا سکتا ہے اور لازمی ضرورت کو بعض دوسرے طریقوں سے جو سستی کہلاتے ہیں پورا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قلتِ غذا کے وقت گاجر سے انسان پیٹ بھر سکتا ہے۔ گو اس میں غذائیت کم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے آسانی سے پیٹ بھر جاتا ہے حضور نے قادیان میں

کھیتی باڑی کرنے والے

دوستوں کو خصوصیت سے ہدایت دی کہ ان کو چاہیئے کہ کثرت کے ساتھ ترکاریاں اور آلو اگائیں۔ تا اس قسم کی چیزوں کے ساتھ قلت غذا کا مقابلہ کیا جا سکے اور وقت آنے پر کسی طرح کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ پھر ہمیں عقل اور دوسرے ظاہری سامانوں کو عمل میں لانے کے ساتھ ساتھ خدا پر توکل بھی کرنا چاہیئے اور اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ قادیان میں کھانے کی کمی کے وقت کوئی تکلیف پیدا نہ ہو۔ ہمیں خدا کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ دوسرا کیمپ یا کمی غذائی قلت کے ایسے حالات ہم پر نہیں آئے۔ جو ملک کے بعض دوسرے حصوں میں آئے ہیں ــــ اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ بعض لوگ احباب اور دوسری قسم کی امداد کرتے ہیں آپ کی نگاہ ایسی امداد کی طرف بھی نہیں اٹھنی چاہئیں۔ آپ لوگ ہر آن

خدا کو اپنا رازق جانیں

اپنے لوگوں کے متعلق رازق ہونے کا خیال تک نہ آنے دیں ورنہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی مول لینے کا موجب بن جائیں گے۔ آپ کی ذمہ داری تو آپ کے رب نے لی ہوئی ہے۔ لوگ آپ کے رازق نہیں۔ وہ تو خود محتاج ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے اجر پانے کے لئے اور اس کو راضی کرنے کی غرض سے آپ کی مدد کرتے ہیں آپ لوگ ان کی طرف نہ دیکھیں بلکہ ہمیشہ اپنے رب کے شکر گذار بنے رہیں۔ اس حقیقت کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں کہ اگر اللہ تعالےٰ کا یہ حکم نہ ہوتا کہ جو تمہارے ساتھ حسن سلوک کرے اس کا شکر کرو تو خدا کی قسم ہم ایسے لوگوں کا شکر کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوتے۔ یہ تو خدا کا حکم ہے کہ بندوں کا شکر کرو تا میرا شکر ہو۔ اس لئے ہم بندوں کا شکر کر دیتے ہیں۔ توحید خالص کا جو مقام ہے وہ اسے دو جو لوگ ثواب کمانے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں وہ بھی خدا ہی سے اجر چاہتے ہیں۔ پس خدا کے سوا کسی طرف نگاہ نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور اس قسم کا ذہنی ماحول ہمیشہ قائم رہنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا ۱۹۴۷ء کے مخالف حالات میں محض خدا نے ہی آپ کو محفوظ رکھا اس وقت کوئی شخص اپنے زور سے بچ نہیں سکتا تھا۔ اگر وہاں سے

احمدی محفوظ رہے

تو یہ خدا کے فضل سے ہوا اس میں کسی کا اپنا دخل نہیں۔ اس وقت اس علاقہ میں ایک آگ لگی ہوئی تھی ایسے حالات میں باہر سے آنے والے ہیں تیس ہزار آدمیوں کو قادیان میں پناہ ملی۔ انہیں کھانا کھانے اور رہائش کی جگہ ملی ایسے وقت میں کسی اور نے نہیں بچایا بلکہ خدا نے اپنے حکم سے قادیان کی حفاظت کی۔ بیشک یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے بڑے ہی ایمان افروز واقعات ظاہر ہوئے ضروری ہے کہ نئی پود کو ان واقعات سے آگاہ کیا جائے تا ان کے ایمان پختہ ہوں

حضور نے اپنا رخ پر در خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

باون سال تک محبت اور پیار کیساتھ اپنی جماعت کی تربیت کرتے رہے حضور لوگوں سے نذرانے قبول فرماتے مگر اس کے ساتھ اس کی قیمت بھی ادا کرتے اسکی قیمت چہرے کی وہ سرخی اور دل کا وہ احساس تھا جو دعا کی شکل میں نذرانے دینے والے کے حق میں ظاہر ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کے دینے کے اپنے ذرائع اور راستے ہیں ان کے متعلق انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ جب دینے پر آتا ہے تو ایسے رستوں سے دیتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے خدا کے دروازے کو چھوڑ کر کسی عاجز بندے کے متعلق آپ کبھی خیال بھی نہ کریں کہ وہ آپ کی ضرورت پورا کر دیگا۔ خدا پر کامل توکل کا مقام حاصل کریں ایسے ماحول میں صرف اسمانی طرف آپکی نگاہیں اٹھتی رہیں کسی اور طرف نہ جائیں۔ پانچ سو سال بعد بھی جب تاریخ دان تاریخ لکھیں تو آپ کے متعلق اللہ تعالےٰ کے پیار و محبت کے سچے واقعات ان کے سامنے آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مجبوں سے

پیار کر رہا ہے۔ یہ ایسی قیمتی چیز ہے کہ ایک دن کے پیار کے مقابلہ پر اگر ساری عمر سجدہ میں پڑے رہیں تو اسکا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو بندوں سے اس طرح سچا پیار کرتی ہو۔

حضور نے اپنے خطاب کے آخر پر فرمایا

ایک اور بات

یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر کبھی کسی سے کوتاہی ہو جائے تو اسکی کوتاہی پر درگذر کیا جائے۔ جماعت احمدیہ یا مسلمان ایک بڑی مضبوط لڑی میں بندھے ہوئے ہیں آپس میں محبت اور پیار کیساتھ رہیں۔ دوسرے پر بدظنی نہ کریں غصہ میں آکر آپے سے باہر نہ ہو جائیں ہر شخص کا فرض ہے کہ دوسرے کی خاطر خود تکلیف برداشت کر لیا جائے۔ اس موقعہ پر ... جنرل سیکرٹری نے دوستوں کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔ اپنے آپ کو ہمیشہ نہایت عاجزی اور تقویٰ کے بلند مقام پر رکھیں۔ تواضع عاجزی اور انکساری خدا کو مرغوب ہے اور یہی تقویٰ کا اصل مقام ہے۔ ہمیشہ خدا کے عاجز بندے بن کر دن گذاریں اور عجز و انکسار کے ساتھ اسی کے حضور جھکتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بھی اور آپ کی اولادوں کو بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

خطاب کے اختتام پر فرمایا مجھے کئی دن سے نزلہ زکام اور کھانسی کی شکایت ہے اس کے باوجود میں خدا کے فضل سے تیس یا چالیس منٹ بولا ہوں پہلے میں دعا کرتا ہوں اسکے بعد سب سے باری باری ملاقات ہوگی۔ لیکن جس طرح آپکے دل میں گلے ملنے کی خواہش ہے

میرا بھی دل چاہتا ہے

کہ آپ سب کے گلے ملوں مگر بیماری کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا اسلئے صرف مصافحہ ہی کر سکوں گا۔ آؤ ہم سب مل کر دعا کریں اللہ تعالےٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اس کی رحمتیں آپ کے شامل حال ہوں

اس موقعہ پر مکرم حکیم بدر الدین صاحب عاملؔ جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کھڑے ہوئے اور سب

درویشان کے دلی جذبات

کی ترجمانی کرتے ہوئے عرض کیا:

"ہم تمام درویشان حضور کی خدمت میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم حضور کی زریں نصائح پر عمل پیرا رہیں گے اور دنیا کی تکالیف ہمارے پایۂ استقلال میں جنبش پیدا نہیں کر سکیں گی۔"

اس پر حضور نے فرمایا جزاکم اللہ احسن الجزاء اور حضور نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور سب درویشان سمیت حضور نے پرسوز لمبی دعا فرمائی اور بعد میں باری باری سب کو شرف مصافحہ بخشا

مصافحہ کے بعد جو درویشان پہلے روز بیعت کرنے سے رہ گئے تھے ان کی درخواست کو حضور نے شرف قبولیت بخشا اور سب کو حضور کے دست مبارک پر

بیعت کا شرف

حاصل ہوا اسکے بعد حضور نے ایک دفعہ پھر اجتماعی دعا فرمائی اسطرح اس روز کی پر لطف اور ایمان افروز مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دونوں حکومتوں کا شکریہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس رخ پر در خطاب کو احباب جماعت تک پہنچانے کے موقعہ پر اس امر کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ ربوہ پر درویشان قادیان کی ایک بڑی تعداد کو جو ربوہ جانے اور جلسہ میں شرکت اور حضور کی زیارت سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس میں ہندوستان و پاکستان دونوں حکومتوں کا خیر سگالی تعاون اور متعلقہ افسران کی خاص توجہ کا بھی دخل ہے۔ ہم حکومت ہندوستان کے ہمدرد

خطبہ جمعہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے کثرت سے دُعائیں کرو

کہ

اللہ تعالیٰ ابنِ نوعِ انسان کو ہلاکت اور تباہی سے محفوظ رکھے

اس وقت انسانیت اس قسم کے خطرات میں گھری ہوئی ہے کہ اسے ہلاکت کا شدید خطرہ درپیش ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ر فروری ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جلسہ کے بعد جب دوسری دفعہ

انفلوئنزا کا حملہ ہوا

اور بخار رہنے لگا تو اس کے نتیجہ میں ایک توجیسا کہ آپ سن رہے ہیں۔ گلا بہت بیٹھ گیا ہے۔ اس کے علاوہ دو ہفتے کی شکایت بھی پیدا ہو گئی ہے اور بلڈ پریشر بھی معمول سے نیچے گرا ہوا ہے لیکن دل نہیں چاہا کہ دوستوں سے ملے بغیر جمعہ بھی گزر جائے اس لئے طبیعت نے یہی فیصلہ کیا کہ خواہ چند منٹ ہی میں اپنے بھائیوں کے سامنے کھڑا ہوں۔ جمعہ کی ملاقات کا جو اللہ تعالیٰ نے ایک موقع ہم کو پہنچایا ہے اس سے فائدہ اٹھا لوں۔ بھائیوں کو دیکھنے سے طبیعت بشاش ہو جاتی ہے اور دوست بھی خواہش رکھتے ہیں کہ جمعہ کے روز ہی ملاقات ہو جائے اس لئے میں اپنی تکلیف کے باوجود آج یہاں حاضر ہو گیا ہوں۔

ہم نے

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

کو اپنا ہادی اور رہبر تسلیم کیا ہے اور اپنے ربِّ رحیم کے حکم کے ماتحت اور اس کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے محبوب آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے ہمیشہ اسوۂ حسنہ بنائے رکھیں گے اور وہی رنگ اپنی طبیعتوں پر اور اپنی زندگیوں پر چڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس رنگ کو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی فطرت صحیحہ پر چڑھایا تھا اور یہ صفاتِ باری کے انوار کا حسین رنگ تھا۔

ایک بڑی نمایاں خصوصیت

جو ہمارے آقا میں پائی جاتی تھی اور جو اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس مقام کے لئے منتخب کیا تھا اور چنا تھا کہ آپؐ تمام دُنیا کے لئے اور تمام جہانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ابدی شریعت لے کر آئیں اور قرآن کریم کے حامل ہوں جس کے اندر کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی اور جس کا کوئی لفظ اور کوئی حرف اور کوئی زبر اور زیر بھی کبھی منسوخ نہیں ہوئی وہ "رحمۃ للعالمین" ہونے کی خصوصیت ہے۔

ابنِ نوعِ انسان سے کسی انسان نے اس قدر شفقت اور محبت نہیں کی جتنی شفقت اور محبت کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی انسانوں سے کی۔ نہ صرف ان انسانوں سے جو آپؐ کے سامنے تھے نہ صرف ان انسانوں سے جو صرف آپؐ کے ملک میں رہنے والے تھے۔ نہ صرف ان انسانوں سے جو آپ کی زندگی میں ساری دنیا اور دنیا کے ہر ملک کو آباد رکھے ہوئے تھے بلکہ تمام ان انسانوں سے بھی جو آپؐ سے پہلے گزر چکے تھے اور تمام ان بنی نوعِ انسان سے بھی جنہوں نے آپؐ کے بعد پیدا ہونا تھا۔ آپؐ نے سب ہی سے محبت کا، رحمت اور شفقت کا سلوک کیا۔ اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اس شدت سے آپؐ کے دل میں پیدا کیا تھا جس کی مثال انسان کو کہیں اور نظر نہیں آتی۔ یہ ایک بڑی نمایاں صفت تھی جو ہمارے آقا میں پائی جاتی تھی۔ اور یہی وہ صفت ہے جس کی طرف میں بڑے اختصار کے ساتھ اپنے بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

آج دنیا کو ضرورت ہے

اس رحمۃ للعالمین کے جاں نثاروں کی جو دنیا کی بہتری کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر رہے ہوں۔ ہمارا جو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں ویسے تو ہر کام ہی، ہر منصوبہ ہی، ہر کوشش ہی اور ہر جد و جہد ہی بنی نوعِ انسان کے فائدہ کے لئے ہے لیکن ان تمام کوششوں اور ان تمام تدابیر کے علاوہ اس وقت دنیا کو ہماری دعاؤں کی بڑی ہی ضرورت ہے۔

دورِ حاضر کا انسان بڑا مغرور ہو گیا ہے اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو عطا کی تھیں۔ اس علم اور فراست کے نتیجہ میں جو آسمان سے ہی آتا ہے اسے وہ اپنی بھلائی کے لئے اور بنی نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرنے کی بجائے اس پر اترانے لگا اور مغرور ہو گیا ہے اس حد تک کہ اسے یہ بھی پسند نہیں کہ اس کے لئے اس کا خدا فیصلہ کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ہی اپنے فیصلے کرے۔ اگر وہ اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہو جاتا تو آج اس تباہی کی طرف درجہ بدرجہ اس کی حرکت نہ ہوتی جس تباہی کی طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ جا رہا ہے۔

پس اس انسان کو جسے اللہ تعالیٰ نے طاقت دی اور اپنی عطا سے نوازا اور جس کی آواز اور جس کے فیصلے میں اثر رکھا اور جس کا صحیح فیصلہ بنی نوعِ انسان کو ترقی کی راہوں پر لے جا سکتا ہے لیکن جس کا غلط فیصلہ تمام

بنی نوعِ انسان کے لئے ہلاکت کا خطرہ

بھی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ خود فیصلے کرنا چاہتا ہے اپنے رب کا فیصلہ اسے منظور نہیں کیونکہ اگر اسے اپنے رب کا فیصلہ منظور ہوتا تو آج وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جمع ہوتا جو رحمۃ للعالمین کا جھنڈا ہے اور جہاں جمع ہو کر وہ اس فیصلے کی طرف کان دھرتا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے حالات میں دیا تو ہلاکت اس کے سامنے منڈلا نہ رہی ہوتی بلکہ امن کے ساتھ سب مسائل کا حل ہو جاتا۔

دوسری طرف وہ خود کو بے بس اور لاچار بھی پاتا ہے اور عطاءِ الٰہی کو اپنی ہلاکت کے لئے استعمال کرنے پر تُلا ہوا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں اور کس طرح فیصلہ کروں کہ عالمگیر تباہی سے خود بھی بچوں اور بنی نوعِ انسان کو بھی بچا لوں

پس خدائی فیصلے کی طرف کان دھرنے کے لئے تیار نہیں۔ خود کو صحیح فیصلے تک پہنچنے کے وہ قابل نہیں پاتا۔ ہلاکت اس کے سامنے ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل آسمان سے نازل نہ ہو

تو اس وقت انسانیت اس قسم کے خطرات سے گھری ہوئی ہے کہ اس قسم کے خطرات میں آج سے پہلے وہ کبھی نہ گھری تھی۔

پس ضرورت ہے انسان کو ایک ایسی جماعت اور ایک ایسے الٰہی سلسلہ کی جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کو، اور آپ کے اعمال کو اور آپ کی زندگی کو اپنے لئے بطور نمونہ بنائے اور اس رحمۃ للعالمین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہی رنگ اپنے پر چڑھاتے ہوئے۔ انہی کے اشاروں پر اپنے فیصلے کے دھاروں کو موڑتے ہوئے بنی نوعِ انسان کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرنے والا ہو۔

پس آج اپنے بھائیوں اور بہنوں [illegible]

اہلِ پیغام اپنے آئینے میں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

بھارت میں اہلِ پیغام کا جیسا حسرت ناک انجام ہوا اس کا تقاضا تھا کہ اس جماعت کی موت پر ماتم سرائی کے لئے اس پارٹی میں انیس و دبیر جیسے مرثیہ خواں جیسے شعراء پیدا ہوتے۔ طبقہ خواص جو جماعت ساز ہوتا ہے اور عوام جن کے ایمان کی بنیاد تقلید پر ہوتی ہے بھارت کا ماحول ان دو میں سے کسی کو راس نہیں آیا۔

۱۹۱۴ء میں قادیان ہاتھ سے گیا۔ جب اہلِ پیغام کے اکابر نے بیعتِ خلافت سے انکار کیا۔ قرآن کریم نے یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا کہہ کر جو تکرار کیا ہے کا بر علم زیبا ہے۔ اور سے سرتابی کی کبھی زعم علم و فکر کی طبیعت میں جو خشونت، خیالات میں پندار اور زبان میں "تلخی آجاتی ہے قرآن کریم نے آیت مذکورہ میں ان کے ازالہ کا بہترین نسخہ بتایا ہے۔ ذوق تجدید ایمان خود ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے۔ ہم ہمیشہ کلمہ طیبہ کا ورد کیوں کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود و سلام کیوں بھیجتے ہیں۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کیوں پڑھتے ہیں اسی کو تجدید ایمان کا ذوق کہتے ہیں۔ اگر بیعتِ خلافت ضروری نہ ہو تو ایک رسول کے بعد دوسرے رسول پر ایمان لانا بھی ضروری نہ ہو۔ آخر موسیٰ کے بعد عیسیٰ پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے شریعت موسوی میں کچھ کمی کی نہ زیادتی پھر یہ صاحبِ شریعت بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔ ان کے لئے کیا ضروری تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کو بھی مانتا۔

اگر اہلِ پیغام کا یہ قول درست تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد انسان مخلص الرسل ہو جاتا ہے۔ اس پر خلفاء کی بیعت لازمی نہیں تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کی پے در پے بیعتیں کیوں کیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے ذرا بیعت میں توقف کیا تو ان دونوں اہلِ بیت کو معطوف کیوں کیا گیا؟ مولوی محمد علی صاحب کا یہ استدلال بھی خوب ہے کہ قرآن مجید کی آیت استخلاف مقید بالزمان تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے یہ حکم باقی نہیں رہا یعنی یہ آیت منسوخ الحکم ہو گئی۔ افسوس ہے اس مفسر قرآن پر کہ محض ذاتی وقار کے لئے قرآن کریم کو داغدار بنا دیا۔ اگر آپ بیعت خلافت کر لیتے۔ اور مبائعین کے ساتھ جڑ جاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ قرآن کریم کو تو داغدار نہ بناتے۔

مگر انہوں نے طریقہ وہ اختیار کیا جس کی شریعت اجازت دیتی ہے نہ طریقت۔ شریعتِ اسلامیہ تو اس اقدام کے خلاف شمشیر بے نیام سے کم نازل ہوئی ہے۔ اور ارباب طریقت کا تو مسلک ہی مرشد کی تلاش و جستجو اور بیعت و اطاعت ہے حقیقت یہ ہے کہ اہلِ دین کو ہمیشہ ایک کتابِ ناطق کی ضرورت رہتی ہے۔ وہ صاحب فہم اور مجتہد وقت ہوتا ہے۔ قوم کو وہ اندھیرے میں روشنی دکھاتا ہے۔ اور خیالات و افکار کی جنگ میں وہ ایک فتح مند حق گو کی طرح اپنے معتقدات اور تعلیمات کی برتری منواتا ہے۔ اگر یہ اصول درست نہیں تو پھر قرآن مجید کے بعد مفسر قرآن کی کیا ضرورت تھی؟

اہلِ پیغام اہلِ علم و فہم تھے۔ تجربات یہ ہے کہ اقتدار کی جنگ میں معرفت کا یہ نکتہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور دھیرے دھیرے ان کا یہ حال ہو گیا کہ جماعت ہے مگر اس کا امام نہیں قوم ہے مگر اس کا رہنما نہیں "گروہ ہے مگر اس کا سپہ سالار نہیں۔

آخر اس انتشار و پراگندگی کا جو نتیجہ ہوتا ہے اہلِ پیغام کو اس سے دوچار ہونا پڑا۔ انہوں نے تسبیح کے دانوں کو ایک دھاگے میں پرو دیا ضرور۔ مگر دھاگے میں گرہ لگا نہیں سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس دانے کو جدھر موقعہ ملا ڈھلک گیا۔ اور آج سپچ پوچھ بھارت میں اس کا حال بڑا قابلِ رحم ہے۔ اس وسیع و عریض ملک میں جہاں پچاس کروڑ انسان بستے ہیں اپنے بھی نہیں کہ اس کے مردوں کو بھارت کی آبادی کا کروڑواں حصہ کہہ سکیں جو ہیں ان میں بھی شان انفرادیت باقی نہیں جماعت احمدیہ کے امام عالی مقام کے بیان پر جب پیغام صلح لاہور نے چراغ پا ہو کر چیمن چلانا شروع کیا۔ تو میں نے بھارت کے نقشے پر ایک نظر ڈالی کہ دیکھا کہ پہلے اہلِ پیغام کہاں کہاں رہتے تھے۔ تو شمال مغرب میں بھدرواہ (کشمیر) اور جنوب میں ہبلی (میسور اسٹیٹ) نظر آیا۔

مگر ہبلی کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ یہاں کسی زمانے میں اہلِ پیغام رہتے تھے۔ اور یہ کسی وقت ان کا گڑھ تھا۔ مگر آج وہ تمام حضرات بیعت خلافت کر کے زمرہ مبائعین میں شامل ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ ہبلی کے صدر محترم جناب سنڈاسگر صاحب نے میرے استفسار پر مجھے جو خط لکھا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہبلی کے اکثر افراد پہلے غیر مبائع تھے مگر اب اللہ کے فضل و کرم سے بیعت خلافت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے چند افراد کے جو نام بھیجے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ جناب سنڈاسگر صاحب۔ صدر جماعت احمدیہ ہبلی

۲۔ جناب حکیم عبدالرحمان صاحب سابق ایڈیٹر کنڑی رسالہ "شانتی"

۳۔ جناب دادا بھائی ہرجی ریلوے ملازم ہبلی۔

۴۔ جناب عبدالغنی صاحب پردو والے ادھونی (آندھرا پردیش)

۵۔ محمد عبدالنبی ریٹائرڈ ریلوے کلرک رتناگری اور ان پانچوں کی بیویاں بالغ لڑکے جو بیعت خلافت کر کے زمرہ مبائعین میں شامل ہوئے۔

۶۔ مصطفیٰ اکمل حکیم۔ محمد عثمان حکیم۔ عبدالسلیم حکیم۔ محمد ناصر صاحب (سنو گڑھ) محمد اقبال سنڈاسگر۔

انہوں نے کل اٹھارہ آدمیوں کی فہرست بھیجی ہے وہ بھی اس نوٹ کے ساتھ کہ اب جو ایک دو غیر مبائع رہ گئے ہیں انہوں نے اپنا تعلق اب لاہور کی بجائے تیماپور سے قائم کر لیا ہے

اسی طرح میں نے بھدرواہ کے متعلق مکرم جناب محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ (رجموں) کو لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ بھدرواہ کے وہ غیر مبائعین جو اب بیعت خلافت کر چکے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل آدمیوں کے نام مجھے معلوم ہیں۔

۱۔ محمد صدیق فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ۔ پہلے یہ لاہوری جماعت کے تنخواہ دار مبلغ تھے۔

۲۔ چوہدری محمد ابراہیم صاحب گنائی (جنرل مرچنٹ)

۳۔ چوہدری عبدالحفیظ صاحب (پہلے جوشیلے غیر مبائع تھے)

۴۔ چوہدری غلام رسول صاحب گنائی کے لڑکے۔

۵۔ ایک اور نام ہے غالباً مظہر۔ یہ پہلے لاہوری جماعت کے تنخواہ دار مبلغ تھے۔

مجھے امید ہے کہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء نے جوان حضرات کی فہرست مانگی تھی۔ یہ چند نام دیکھ کر ان کے اپنے ذوق کی تسکین ہو گئی ہو گی۔ اس بات کا اعتراف تو آپ نے بھی کیا کہ محمد کریم اللہ آزاد نوجوان پہلے غیر مبائع تھے اب خلافت کی بیعت کر چکے ہیں۔

غرض یہ کہ بھارت کے نقشے پر "پیغام" کے صرف دو نقطے باقی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک نقطہ تو مٹ گیا۔ رہ گیا "بھدرواہ" تو اس پر بھی خزاں کا موسم چھا گیا ہے۔ اور اس کی ڈالیاں بھی اب لباس سے محروم ہوتی جا رہی ہیں عنقریب وہاں وہ وقت آنے والا ہے کہ ایک ہی گلشن ہو گا اور ایک ہی چرواہا۔

چند افراد جو تبرک یا آثار قدیمہ کے طور پر ادھر ادھر رہ گئے ہیں وہ اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب یہ بچے اوراق پریشان کی طرح مبہم اور متشابہ مضمون بن کر رہ جائیں گے۔ پیغام صلح ۹ر فروری کی اشاعت میں جناب عبدالصمد صاحب نے کیسی جسارت سے یہ لکھا ہے کہ بھارت کی جماعت احمدیہ اب اپنے عقائد کی تبلیغ کا شوق نہیں رکھتی مجھے ان کا یہ قول پڑھ کر عربی کا یہ مقولہ یاد آ گیا کہ

المرء یقیس علیٰ نفسہ

جو جیسا ہوتا ہے۔ اس کو ساری دنیا ویسی ہی نظر آتی ہے ورنہ حق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ بھارت پورے جوش اور ولولے کے ساتھ اس جہاد کبیر میں معروف ہے و درنہ جائیے۔ میں ماضی قریب کی چند باتیں سناتا ہوں

۱۹۶۴ء میں جب پاپائے اعظم بمبئی تشریف لائے اور ہندو بیرون ہند سے لاکھوں عیسائی یہاں جمع ہوئے اس آن وبان کے ساتھ ان دنوں ہر عیسائی محشر خرام نظر آتا تھا۔ یوکرسٹک کانگریس کی وہ سج دھج کہ آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں۔ اور صلیب و تثلیث کا وہ یلغار کہ اہل توحید پہلو بچا رہے تھے۔ اس نازک گھڑی میں جماعت احمدیہ بھارت نے ایمان کامل۔

یقین محکم اور عمل پیہم کا کیسا قابلِ رشک مظاہرہ کیا۔ ایک تنظیم کے ماتحت اس زلزلہ انگیز و قیامت خیز موقعہ پر جماعت احمدیہ بھارت نے اپنے جنونِ تبلیغ کا فقید المثال نمونہ دکھایا۔ تثلیث کی اس بھیڑ بھاڑ میں سراجِ توحید کی قندیل اپنے ہاتھوں میں لے کر بڑھا اور وہ ہر اہم موڑ پر اس طرح منارِ ہدایت بن کر کھڑا ہو گیا کہ لوگوں کی توجہ یوکرسٹک کانگریس کی بجائے ان جوانوں کی طرف ہو گئی اور پاپائے اعظم کی بجائے یہی تماشہ گاہ عالم بن گئے۔ بمبئی کے تمام اخباروں نے ان کی خدمات کو سراہا۔ اور ان کے جذبۂ تبلیغ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اس صدی کے اس بے نظیر اجتماع پر جنوبی ہند کے درجنوں احمدی جوان سمٹ کر بمبئی آ گئے تھے۔ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے تابانِ فخر ناظر محترم صاحبزادہ میاں وسیم احمد دام ظلہ نے جیسی اولوالعزمی، بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کا اظہار فرمایا۔ وہ کم سے کم اس صدی تک ضرور ضرب المثل رہے گا۔ اسلامی عقائد و تعلیمات پر درجنوں کتابیں لاکھوں کی تعداد میں چھپوائی گئیں۔ اور اس مسیحی اجتماع میں شرکت کرنے والوں کو مسلسل کے لئے دی گئیں۔ کیا عوام۔ کیا کارڈینل اور کیا پاپائے اعظم سبھوں کو نہایت جوش و ولولہ کے ساتھ "پیغام توحید" پہنچایا گیا۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اس "جہادِ کبیر" کی یاد میں ایک کتاب چھپوائی ہے یعنی

پوپ کو دعوتِ اسلام

پہلے اس کا مطالعہ کیجئے۔ پھر بتایئے کہ تبلیغ کا یہ جوش و خروش، شوق و ولولہ اور ذوق و تپش آپ کو کس بات کی دعوت دیتی ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ بھارت کا کتنا غلط مطالعہ کیا ہے۔

یہ جماعت اسی طرح ہمیشہ تبلیغی ولولوں کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ مقامی جلسوں کے علاوہ جماعت احمدیہ بھارت کے علمائے کرام بھی تبلیغی دوروں پر نکلا کرتے ہیں جن میں جنوبی ہند کے تبلیغی دورے بہت مشہور ہیں۔

اسی طرح جماعت احمدیہ کیرالہ مقامی مجالس کے علاوہ ہر سال ایک صوبائی کانفرنس بھی کرتی ہے۔ جو بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے۔ بسا اوقات پریس کانفرنس بھی بلائی ہے ان تمام باتوں کا ملیالم اخبارات میں نمایاں طور پر ذکر ہوتا ہے۔

دو سال سے اتر پردیش کی احمدی جماعتیں بھی صوبائی کانفرنس منعقد کر رہی ہیں۔ کانپور اور لکھنؤ میں کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔ امسال شاہجہانپور میں ہو گی۔

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے ہر صوبے میں مبلغ تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے لئے متعین ہیں۔ وہ بھی صوبہ بھر کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جہاں ضرورت ہوتی ہے دوسرے مبلغ بھی ان کی مدد کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ جیسے عموماً ہر سال ہندوستان کا کوئی مبلغ کشمیر اور جموں تبلیغی دورہ کرتا ہے

پھر قادیان میں ایک زندہ اور فعال مرکز موجود ہے جو ان تمام امور کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور وہاں سے ہر سال مختلف کتابوں کے ہزاروں نسخے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ عموماً یہ کتابیں ہندی، اردو اور انگریزی میں شائع ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ علاقائی زبانوں میں بھی جیسے ملیالم، تامل، تلگو، کنڑی، گجراتی، مرہٹی، گورمکھی، بنگالی اور اڑیہ زبان میں بھی کتابیں چھپتی رہتی ہیں

کیا اس کو شوقِ تبلیغ نہیں کہتے؟ سچ یہ ہے کہ آدمی کو اپنے دل میں سب سے پہلے اپنا عکس نظر آتا ہے۔ مجوب انسان اسی کو ساری دنیا کا عکس سمجھ لیتا ہے۔ اس وقت اہلِ پیغام بھی کچھ اسی قسم کے تصورات میں مبتلا ہیں۔ یہ جب سے اپنے مرکز، تعلق سے الگ ہوئے ہیں ان کے پاس غیروں کو سنانے کے لئے کوئی پیغام نہیں۔ صرف وفات مسیح پر زور دیتے ہیں۔ مگر اس وفات سے کیا فائدہ؟ جب اس کے بعد وہ مسیح موعود نہ آئے جنہیں زبانِ نبوت نے تین بار نبی کہا ہے۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور آ گیا ہو جس کے کندھے پر خلعتِ نبوت نہیں تو یہ اس مسیح موعود کی آمد نہیں ہوئی جس کے لئے وفات مسیح پر زور دیا جاتا ہے۔ اگر بات محض "مسیحی نفس" ہونے کی ہے تو امتِ محمدیہ میں معلوم نہیں ایسے مسیحی نفس اولیاء و ابدال کتنے آ چکے ہیں۔ اس کے لئے تو عقیدۂ وفات مسیح کا انکشاف ضروری نہیں تھا۔

جناب عبد الصمد صاحب نے اپنے خط میں ایک ایسی بات بھی لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میٹھے پھلوں والے درخت میں جو ایک کھٹا یا ترش پھل تھا وہی ان کے حصے میں آیا۔ ورنہ وہ اس طرح معین رنگ میں اس کا ذکر نہ کرتے۔ وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ ہر تبلیغی جماعت میں چند ایسے افراد بھی ہوتے ہیں۔ اسلام کا کوئی دور ایسی مثالوں سے خالی نہیں۔ اس لئے ایسے شاذ و نادر واقعہ کو وجہ ملامت بنانا دیانتداری نہیں۔ جہاں انہوں نے ایک خاندان میں ایسی کمزوری دیکھی۔ وہیں وہ دوسرے خاندان میں اپنے مسلک پر ثبات و استقامت کی اعلیٰ مثال بھی دیکھ سکتے تھے۔ میں ذاتی طور پر اس شہر کی کئی ایسی بہنوں کو جانتا ہوں جنہوں نے محض احمدیہ عقائد کے لئے صبر و وفاداری کی ایسی مثال دکھائی ہے جس پر امتِ محمدیہ کی خواتین ناز کرتی رہیں گی۔ اور مستقبل کا مورخ ان کا نام ان بزرگ خواتین میں شمار کرے گا جن پر تاریخ اسلام ناز کرتی آئی ہے۔ کسی کو اس طرح مطعون کرنے سے انسان خود ذلیل ہو جاتا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اگر اہلِ پیغام نے امام المتقین سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلاف لب کشائی نہ کی ہوتی۔ تو آج انہیں یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔

مالی سال کے آخری دو ماہ

دوستو اب ہیں فقط دو ماہ۔ مالی سال میں
آنہ جائے کوئی جنبش پائے استقلال میں
عہد اپنا حق تعالیٰ سے نبھاتے جایئے
شمع قربانی سے دل کی ضو بڑھاتے جایئے
یہ مسیحِ وقت کا فرماں ہے رکھیئے اس کو یاد
عظمتِ اسلام کی خاطر ضروری ہے جہاد
جان ہو یا مال ہو۔ دل میں یہی ایمان ہو
جو بھی ہو سب کچھ اُسی کی راہ میں قربان ہو
حق تعالےٰ کے یہی بندے ہیں "حزب المومنین"
لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا - پہ ہے یقیں
ہر شب و روز اک سہانے کیف سے سرشار ہیں
کُل جہاں سویا ہوا ہے اور یہ بیدار ہیں!
صبر و ہمت سے ہے ان کا ذوقِ فطرت کامگار
ان کے آگے جھک کے چلتا ہے زمانے کا وقار
اہلِ دُنیا کیا ہیں اور اُن کا اثر کیا چیز ہے
یہ خدا سے ناز کرتے ہیں بشر کیا چیز ہے؟
دوستو! مال و زر و گوہر ہے کیا۔ کچھ بھی نہیں!
زندگی کیسی بھی ہو بعد از فنا۔ کچھ بھی نہیں
اک حبابِ خام ہے اک مختصر سی بات ہے!
"چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے"

آؤ لے کر جذبۂ دل بیکراں کر دیں اسے
جاودان ہستی میں لکھو کر جاوداں کر دیں اسے

عبد السلام اختر ایم۔ اے

اظہار تشکر و درخواست دعا

عزیزم سعید الحفیظ احمد سیکنڈ ہائر سیکنڈری میں بفضلہ تعالےٰ کامیاب ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو علم کی دولت سے وافر حصہ دے اور اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔ اور ساتھ کے ساتھ خدمت دین کی توفیق دے۔

اس خوشی کے موقعہ پر خاکسار نے مبلغ پانچ روپیہ اعانت بدر میں جمع کرائے ہیں۔

خاکسار
محمد صدیق خانی ناظر دفتر ڈی سی پونچھ

۲۔ میرے دونوں چھوٹے بچے میاں عبد کریم و محمد شمیم انٹرا اور ہائی سکول کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں دوستوں اور بزرگوں سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں

خاکسار ایم رفیع احمد فیض آباد

دعائے مغفرت۔ خاکسار کی اہلیہ کئی سال کی بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کی لغزشوں اور گناہوں کو معاف فرما کر اپنے

پادریوں کے مسئلہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید پر ایک نظر

کیا ایک خدا تین اور تین خدا ایک ہے؟

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل۔ قادیان

عیسائی رسالہ ھما لکھنؤ کے جولائی اکتوبر ۶۶ء کے پرچہ میں تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث باپ بیٹا روح القدس واحد کے بارہ میں ایک پادری صاحب کا طویل مقالہ چھپا ہے مگر مدعا کے ثبوت میں کوئی وزنی دلیل نہیں دی گئی۔ البتہ پادری صاحب نے ایک بھونڈی سی مثال پیش کی ہے کہ انسان ایک واحد ہستی ہے جس میں روح جسم اور ذہن تین چیزیں ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"ہم نہ محض جسم ہی ہیں نہ صرف ذہن ہی ہیں نہ فقط روح ہی ہیں بلکہ ان ہر سہ کا مجموعہ و مرکب ہیں جس پر طرہ و طرفہ یہ ہے کہ پھر بھی ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو ایک (واحد) گردانتا ہے"۔
(ھما صفحہ ۷۶)

اس مثال سے پادری صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک تین اور تین ایک ہو سکتے ہیں جیسے انسان گویا ان کے نزدیک خدا تعالےٰ مرکب ہے اور اس کے اجزاء تین ہیں۔ وہ تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے اس صورت میں وہ تینوں ناقص ٹھہرتے ہیں بیان کردہ مثال میں پادری صاحب نے یہ کیسی انوکھی تقسیم کی ہے کہ روح کے ساتھ اول جسم کو لے لیا ہے جس میں اس کے کل اعضاء آ گئے ہیں اور پھر ذہن کو الگ بھی شمار کر لیا ہے۔ حالانکہ اس کا شمار تو جسم کے اندر آ چکا تھا۔ پھر علیحدہ طور پر اسے کیوں شمار کیا گیا ہم تو سنا کرتے تھے کہ انسان روح و جسم سے مرکب ہے۔ جسم میں باقی اعضاء کی طرح ذہن بھی آ جاتا ہے وہ ان سے الگ نہیں رہتا اور اگر وہ الگ رہتا ہے تو پھر دیگر تمام اعضاء بھی الگ شمار ہونے ضروری ہیں۔ اس صورت میں جسم کے بہت سے اجزاء نکل آتے ہیں نہ کہ صرف دو ہی۔ یہ ایک انوکھی تقسیم ہے جو بڑے تکلف سے قائم کی گئی ہے چونکہ ان کے سامنے تثلیث کھڑی ہے اس لئے انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ انسان کے تین ٹکڑے کر ڈالے اور کثرت فی الوحدۃ اور وحدۃ فی الکثرۃ کا ثبوت بنا دیا۔ جس کا تثلیث کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ انسان کی تین کی حد بندی انوکھی ہے اور ایڈیٹر صاحب رسالہ ھما نے ان کے مضمون پر جو نوٹ دیا ہے وہ بھی خوب ہے۔ مضمون نگار صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بڑے اجل عالم ہیں ہم جیسا اجہل آدمی اس پر کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا۔ اگر کسی کو کچھ دریافت کرنا ہو تو انہیں کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس طرح لطیف رنگ میں اُن کے مضمون کی قلعی کھول دی ہے۔

خیر ہم ان کے تجویز کردہ تین ہی اجزاء لے لیتے ہیں۔ پادری صاحب موصوف سے ہمارا یہ سوال ہے کہ کیا ذہن کامل انسان ہے کیا روح کامل انسان ہے کیا جسم کامل انسان ہے۔ کیا یہ تینوں چیزیں الگ الگ تین انسان ہیں۔ اور پھر ان تینوں کے مجموعہ پر بھی ایک انسان واحد کا اطلاق ہوتا ہے یا یہ کہ الگ الگ صورت میں ان میں سے کوئی ایک بھی کامل انسان نہیں کہلا سکتا۔ تینوں مل کر ایک کامل انسان بنتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر روح القدس اور مسیحؑ کس طرح خدا کہلا سکتے ہیں وہ ہمیں بتائیں کہ کیا خدا، مسیحؑ اور روح القدس تینوں مل کر ایک کامل خدا بنتا ہے اور پھر ان میں سے ہر ایک الگ الگ بھی کامل خدا ہے یا وہ تینوں الگ الگ تو خدا نہیں لیکن تینوں مل کر ایک کامل خدا بن جاتا ہے؟

پہلی صورت میں جبکہ وہ اپنی اپنی ذات میں الگ الگ تین کامل خدا ہیں تو باقی دو کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اگر وہ الگ الگ کامل خدا نہیں بلکہ تینوں مل کر ایک خدا بنتا ہے تو تینوں ہی اپنی اپنی ذات میں ناقص خدا ٹھہرے۔ اگر تینوں ناقص ہیں تو وہ خدا نہ ہوئے۔ کیونکہ ناقص وجود خدا نہیں ہو سکتا۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ کوئی دکان دار ایک پنسل کسی خریدار کو پہنچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک آدمی کافی ہے یا تین آدمی۔ اگر اکیلا ایک آدمی اسے لے جا سکتا ہے تو باقی دو کی ضرورت نہ رہی اور اگر اسے ایک آدمی نہیں لے جا سکتا بلکہ تین درکار ہیں تو ظاہر ہے کہ تینوں میں سے ہر ایک الگ الگ ناقص ٹھہرا۔ یہی حالت عیسائیوں کے تین خداؤں کی ہے اگر ان کے تینوں خدا اس جہان کا نظام مل کر ہی چلا سکتے ہیں تو تینوں الگ الگ اپنی ذات میں ناقص ہیں لیکن اگر ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ اس کو چلا سکتا ہے۔ تو ان میں بحیثیت خدا دو کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک روپیہ تین روپے کے مجموعہ کے برابر نہیں اسی طرح تین روپوں کا مجموعہ ایک روپیہ کے برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جس طرح ان میں کثرۃ فی الوحدۃ اور وحدۃ فی الکثرۃ نہیں مل سکتی۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کے معاملہ میں بھی امر محال لازم آتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ مسئلہ مرکب و ناقص اشیاء میں چلتا ہے خدا تعالےٰ نہ مرکب ہے نہ ناقص وہ مفرد، بسیط، واحد اور کامل ہے۔ کامل اور بسیط میں یہ مسئلہ کام نہیں دیتا۔ جو مثال اوپر دی گئی ہے یا اس قسم کی دی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری غیر متعلق ہیں۔ ان سے ہمارا سوال حل نہیں ہوتا اور اگر کسی کے خیال میں کوئی ایسی مثال موجود ہے تو وہ میدان میں آئے اور معقول رنگ میں ہمارا سوال حل کر کے دکھائے۔ اس کے بغیر سب بحث فضول اور بے کار ہے۔

اس موقعہ پر عیسائیوں کے "رئیس المناظرین" پادری عبدالحق صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان بھی تو یہ مانتے ہیں کہ خدا ایک ہے مگر اس کی صفات ننانوے ہیں گویا مسلمان بھی مطلق وحدت کے قائل نہیں، وہ بھی پادریوں کی طرح خدا تعالےٰ میں تعدد کے قائل ہیں وہ اس مفرد و بسیط واحد میں کثرت کو تسلیم کرتے ہیں اس صورت میں مطلق وحدت قائم نہیں رہتی۔ مگر پادری صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ان ننانوے صفات و ناموں کی وجہ سے ننانوے خدا نہیں مانتے۔ ذات ایک ہی ہے نہ کہ الگ الگ ننانوے ذاتیں اور وجود۔ البتہ اس ایک ذات کے نام و صفات بے شک متعدد ہیں۔ مگر عیسائی صاحبان تو تین الگ الگ وجود و شخصیتیں مانتے ہیں۔ اور پھر ان تینوں کامل یا ناقص وجودوں کو ملا کر ایک کامل وجود قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ان کا یہ خیال قیاس مع الفارق ہے۔

اس معقول تنقید سے جھنجھلا کر پادری برکت اللہ ایم۔ اے نے ایک اور راہ نکالی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ خدا تو ایک ہی ہے البتہ اس کے نام تین ہیں خدا۔ روح القدس اور مسیح اس کا بیٹا۔ اس کی مثال ان کی طرف سے یہ دی گئی ہے کہ جیسے سورج اور اس کی کرنیں ہیں یا بعض چشمہ اور اس میں سے نکلنے والی نہر کی مثال پیش کرتے ہیں کہ چیز ایک ہے مگر آگے نام اس کے الگ الگ ہیں۔ پادری برکت اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ خدا اور مسیح دونوں ایک ہی جنس کے ہیں یعنی اللہ اور مسیح ایک واحد لاشریک جنس کے فرد واحد ہیں اگرچہ نام دو ہیں۔ مگر مسیح کی ذات خدا کی ذات ہی سے ہے اور اس کا جوہر خدا کے جوہر سے ہے۔ مسیحی کلیسیا کے عقاید نامہ کے الفاظ میں کلمۃ اللہ خدا میں سے خدا ہے اور نور میں سے نور ہے حقیقی خدا میں سے حقیقی خدا ہے۔ وہ مصنوع نہیں بلکہ مولود ہے۔ اس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے۔ ان دونوں کا تعلق بے نظیر، لاثانی۔ یکتا اور ازلی ہے اور بیٹے کے وہی کام ہیں جو خدا کے ہیں۔ (ملخصاً رسالہ الوہیت خدا اور ابنیت مسیح مصنفہ پادری برکت اللہ صاحب)

اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ جب خدا کا وجود اور اس کی ہستی ایک ہی ہے نہ کہ تین۔ اور اس ایک ہستی کے نام تین ہیں۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام ہی خدا اور وہی بیٹا اور وہی روح القدس ٹھہرے تو پھر وہ دعائیں کس سے کرتے تھے اور کس کو کہتے تھے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ اپنی مدد آپ کیوں نہ کر سکے اور ہمیشہ یہود کے سامنے مغلوب کیوں رہے اور ان کے منصوبوں کو دیکھ کر ادھر ادھر کھسک کیوں جاتے تھے۔ اور اپنی خدائی کا کوئی ہاتھ اُٹھ کر کیوں نہ دکھلا سکے۔ اور گناہوں کی معافی کا اختیار ہونا تسلیم کرتے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا (متی باب ۶ آیت ۱۴) مگر خود حضرت مسیحؑ کو لوگوں کے گناہ معاف کرنے کا اختیار و قدرت نہ تھی

پھر وہ جب ان کے ہاتھوں پکڑا گیا کہ تصلیب کی گئی تو کسی سے ... [illegible]

اور کس نے ان کو آسمان پر اُٹھالیا۔ اور کس کے داہنے ہاتھ پر آ کر وہ بیٹھے اور وہ "دوسرا مددگار روح القدس" کون ہے جس کے متعلق فرمایا کہ وہ آ نہیں سکتا جب تک کہ میں نہ جاؤں اور جب میں جاؤں گا تو اُسے بھیج دوں گا۔ اور حواری اس سے بپتسمہ پائیں گے۔ اس موقعہ پر ایک صاحب ایک اور راہ نکالتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو ہر جگہ ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود صرف صلیب ہی پر نہ تھا بلکہ وہ ہر جگہ "رواں دواں" ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر موجود ہے اور عیسائیوں کے تمام فلاحی کاموں کو دنیا میں وہی چلا رہا ہے۔ جس طرح موسیٰ کو خدا تعالیٰ جھاڑی کے پاس نظر آیا۔ یا اس کی آواز ان کو ان کے پاس سنائی دی تو اس کے یہ معنی ہرگز نہ تھے کہ خدا صرف جھاڑی کے ہی پاس ہے۔ باقی دنیا میں وہ موجود نہیں۔ یہی حالت حضرت مسیحؑ کا ہے کہ اگر وہ صلیب پر مر گئے تھے تو باقی ساری دنیا میں ان کا وجود زندہ موجود تھا۔ مگر یہ تو بڑا ہی انوکھا فلسفہ ہے جو انسانی عقل سے بالا ہے۔ کہ خدا بھی مر گیا اور پھر وہ اسی وقت زندہ بھی تھا ہم اپنے اس بھائی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت مسیحؑ دنیا میں ہر جگہ رواں دواں تھے اور ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہتے ہیں مرنے کی حالت میں بھی اور زندگی میں بھی تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو انجیر کے درخت پر پھل کے موسم اور پھل کی عدم موجودگی کا علم نہ ہو سکا۔ اور وہ شدت بھوک کی وجہ سے اس درخت کے پاس دوڑے گئے سان کو وہاں ہی سے کیوں علم نہ ہوا۔ کہ نہ تو انجیر کے پھل کا موسم ہے اور نہ اس پر پھل اس وقت موجود ہے اس وقت انکی رواں دوانی اور درخت کے پاس حاضری کیوں غائب ہو گئی تھی۔ کہ ان کو اس کے پاس جانا پڑا۔ اگر کسی کو اس بات کے بارہ میں شک ہو تو میں اس کا حوالہ انجیل سے پیش کر دیتا ہوں۔ لکھا ہے کہ

"جب وہ بیت عنیاہ سے نکلے تو اسے بھوک لگی اور وہ دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اس میں کچھ پائے مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ اس نے اس سے کہا آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے *"

* اور اس کے شاگردوں نے سنا۔

(مرقس ب ۱۲ تا ۱۴)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ کے متعلق ہر جگہ اور ہر وقت رواں دواں ہونے کا خیال سراسر موہوم اور من گھڑت ہے لہٰذا ان کی خدائی بھی محض خیال ہے۔

کشمیر میں پیغامیوں کا عبرت ناک انجام

از مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیم ہے کہ جو لوگ حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ آخر کار حق کے مقابلہ پر شکست کھاتے ہیں یہی حال پیغامیوں کا ہے پیغامیوں نے خلافت کا انکار کیا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی۔ انکا انجام بخیر نہ رہا اب پیغام صلح کے ہاتھ پیر مارنے سے حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ وہ تو آشکار ہی ہے حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "تین خوشخبریوں" کے ذریعہ سے پیغامیوں کی ہندوستان میں شکست فاش کی نشاندہی کی ہے چاہیے تھا کہ پیغامی اپنا رویہ بدل کر اصلاح کی کوشش کرتے مگر پیغام صلح نے مطالبہ کیا ہے کہ غیر مبائعین سے نکل کر مبائعین کی جماعت میں شریک ہونے والوں کے نام پیش کئے جائیں۔ بہتر تو یہی تھا کہ اس بات کو رہنے دیتے اپنی رسوائی اور ذلت کا زیادہ سامان نہ کراتے لیکن وہ باز نہیں آتے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ وہ نام پیش کریں جو غیر مبائعین میں سے بیعت کر کے خلافت کے ساتھ وابستہ ہوئے ہیں۔ جہاں تک وادیٔ کشمیر کا تعلق ہے جس قدر پیغامیوں کو یہاں شکست ہوئی ہے شاید ہی کسی اور جگہ اس قسم کی شکست ان کو ہوئی ہو۔ بہت ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ سرینگر پیغامیوں کا ایک اخبار "روشنی" نکلتا ہے مگر یہ واقعات کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ (اخبار روشنی) مکرم عزیز کاشمیری کی اپنی ملکیت ہے اور آنموصوف خاکسار کے دوست ہیں بلکہ ہمدرد بھی ہیں آنموصوف اور خاکسار کی پہلی ملاقات قادیان میں جلسہ سالانہ پر ہوئی تھی۔ خاکسار نے آنموصوف کو نزدیک سے دیکھا ہے آنمکرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مداح ہیں بلکہ حضور پر نور کو بھی عزیز کاشمیری کا خیال رہتا تھا حضور کی وفات پر آنموصوف بھی ہمارے غم میں برابر کے شریک رہے اور صدمہ کا اظہار کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی مسئلہ میں آنموصوف کو ہمارے ساتھ اختلاف ہو مگر وہ تعصب اور وہ حسد و عناد جو پیغام جنگ (المعروف پیغام صلح) ہمارے ساتھ برت رہا ہے روشنی ان سے بالا تر ہے یا یوں سمجھئے کہ اس کے برعکس ہمارے ساتھ اس کا معاملہ ہے۔ قادیان کی نکالی جائداد کا جب مسئلہ اُٹھا تو عزیز صاحب نے ہمارا پورا پورا ساتھ دیا جب مسجد احمدیہ سرینگر کا نقشہ روکا گیا تو آنمکرم نے ہمارے ساتھ پورا اتفاق کیا۔ الغرض اخبار روشنی انکی ذاتی ملکیت ہے نہ کہ انجمن احمدیہ لاہور کی۔

بہر حال خاکسار نے یہ بتانا ہے کہ کشمیر میں غیر مبائعین کو جو عبرتناک سزا ملی ہے اس سے ہر پیغامی سبق حاصل کر کے اپنی اصلاح کر سکتا ہے ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔ کشمیر میں پیغامیت کا اکثر حصہ یا تو خلافت کے ساتھ وابستہ ہو کر حق کو قبول کر چکا ہے اور یا پھر اسلام سے مرتد ہو کر بہائی بن گیا ہے جو دوست غیر مبائعین سے احمدیت قبول کر کے خلافت سے وابستہ ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

مکرم خواجہ صدر الدین صاحب آف ختمکدل سرینگر۔

مکرم قریشی محمد امین صاحب آف ہنداوری کشمیر۔

مکرم خواجہ غلام نبی صاحب گلکار۔ مکرم خواجہ غلام احمد صاحب گلکار۔ مکرم حافظ محمد حسن شاہ صاحب۔ مکرم خواجہ محمد شاہ صاحب حافظ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب زنہ گیر۔ مکرم صابر بیگ صاحب۔ مکرم امیر الدین صاحب۔ مکرم منشی نصیر الدین صاحب آف چک ایمرچھ تحصیل کولگام وغیرہ۔

تصویر کا دوسرا رخ اب جو لوگ غیر مبائعین میں سے بہائیت میں چلے گئے ہیں انکے نام یہ ہیں:۔

مکرم مولوی عبد اللہ صاحب غیر مبائع تھے بعد میں بہائی بنگئے اسی طرح مکرم غلام رسول صاحب المعروف لسر خاص۔ مکرم عمر خان صاحب مکرم عبد الرحمن صاحب ٹھیکیدار۔ مکرم نور الدین صاحب زنہ گر۔ مکرم غلام رسول صاحب ڈار۔ مکرم غلام احمد کلو۔ مکرم غلام قادر صاحب ڈنی مکرم راجہ محمد عبد اللہ صاحب یاڑی پورہ۔

یہ سب پہلے غیر مبائع تھے۔ بعد میں بہائی بن گئے۔ مولوی عبد اللہ صاحب کے فرزند اکبر ایم۔ اے صابر صاحب غیر مبائع تھے جو بیعت کر کے مبائعین میں شامل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ

پھر سرینگر کے غیر مبائع ڈاکٹر عزیز احمد صاحب قریشی جو کبھی امام الزمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی مصلح موعود کا) کو جو عبرت ناک سزا ملی ہیں۔ وہ کسی غیر مبائع سے پوشیدہ نہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ سال میں جو سکول سرینگر میں پیغامیوں اور غیر احمدیوں نے ملکر چالو کیا ہوا تھا۔ اس کے فنڈس ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کے سپرد تھے وہ ہزاروں روپیہ ہڑپ کر گئے اب ڈاکٹر صاحب کے خلاف غبن کا کیس چل رہا ہے اور وہ سکول جس کا نام احمدیہ سکول تھا اور پیغامیوں کی مسجد میں چالو تھا اب غیر احمدی اپنے قبضہ میں کر چکے ہیں اور اسے نواب بازار میں چلا رہے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ تنظیم نہ ہونے کی وجہ سے تتر بتر ہو گئے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس کے برعکس جماعت مبائعین خدا کے فضل سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور مبائعین اپنے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہکر ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کر رہے ہیں ہزاروں روپیہ چندہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ادا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب خلافت کی برکات ہیں۔ وہ خلیفۂ وقت پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔ اس وقت کشمیر میں سرینگر کے علاوہ گرد و نواح میں منظم طور پر جن مقامات پر احمدی احباب کام کر رہے ہیں وہ مقامات یہ ہیں جہاں انجمنیں قائم ہیں۔

آسنور۔ رشی نگر۔ ماندوجن۔ شورت۔ کنی پورہ۔ شوپیان۔ مانلو۔ یاڑی پورہ۔ چک ایمرچھ۔ سندہ باری۔ باری پاری گام۔ بانڈی پورہ۔ لدر مون۔ ریچہ مرگ۔

ان مقامات میں سے بعض گاؤں کے گاؤں احمدی ہیں۔ اب جہاں ہمارے دو دو یا تین تین گھرانے احمدیوں کے ہیں وہ مقامات حسب ذیل ہیں:۔

کریل۔ بیشوار۔ زرتی۔ نان ماتی۔ کاٹ پورہ۔ آروانی۔ بالسو۔ ادکام۔ نیچ ہامہ۔ ڈولگام۔ پانپور۔ اندورہ۔ بارہ مولہ۔ ترک پورہ۔ ہانجی پورہ۔ گنگام مولاب کلیگام۔ خمریال۔ منیگاہ۔ تمنہ۔ ملک پورہ۔ ہفت رڈ وغیرہ۔ سارے کشمیر میں سوائے سرینگر یا پھر یاڑی پورہ میں ایک گھر (تاثیر کاشمیری) کے غیر مبائعین کا نام و نشان نہیں۔ سرینگر کا نقشہ خاکسار نے پیش کر دیا ہے۔ اب بھی اگر پیغام جنگ جنگ پر ہی آمادہ رہے اور عبرت حاصل نہ کرے اور لوگوں کو دھوکا دیتا رہے تو یہ اس کی "مرضی" ہے ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

ورنہ ہم تو اپنا کام انشاء اللہ تعالیٰ کرتے ہی چلے جائیں گے ؎

مجبور کر کے چھوڑیں گے ہم خود کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

قسط ۱

دورِ حاضرہ کی مذہبی تحریکوں کا پس منظر

(اور)

ہندوؤں کے ایک فرقہ کے اجلاس میں تقریر

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مسلمانانِ بہار، مقیم مظفر پور

دورِ حاضرہ میں انتہائی گمراہی، ضلالت، بے دینی اور اخلاقی و روحانی گراوٹ کے جو خطرناک اور بدنتائج نکل رہے ہیں انہیں دیکھ کر انسانی قلوب میں ایک انقلاب انگیز بے چینی اور اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اور انسان روحانی پناہ گاہ کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتا ہے۔

تلاشِ حقیقت مکرمی و محترمی ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفر پور ہر سال عید الفطر کے موقعہ پر معززینِ شہر کے ایک طبقہ کو پُر تکلف دعوتِ طعام دیا کرتے ہیں۔ امسال اس موقعہ پر ایک ہندو وکیل صاحب نے دورانِ تبادلہ خیالات احمدیہ نقطۂ نگاہ کو پسند کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہندوؤں کے تعلیم یافتہ لوگوں میں اب کافی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب تعصب نہیں رہا ہے۔ بلکہ اکثر سنجیدہ ہندو حقیقت کی تلاش میں ہیں۔ اس لئے اب جو لٹریچر ان کے سامنے آتا ہے اسے بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں، غور کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق آپس میں تبادلۂ خیالات بھی کرتے ہیں۔ اس لئے احمدیہ نقطۂ نگاہ کو ہندوؤں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں پھیلانے کی بہت ضرورت ہے۔ ان ڈاکٹر صاحب سے خاکسار کو پہلے سے تعارف تھا۔ وہ اس طرح کہ لائن کلب کے ایک جلسہ میں خاکسار کی تقریر پر آپ نے بہت پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور لٹریچر پڑھنے کا وعدہ کیا تھا۔

روحانی پیاس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سے موعودِ اقوامِ عالم ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک لاکھوں سعید روحیں آپ کو قبول کر کے اطمینانِ قلب سے ہمکنار ہو چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ لیکن جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ اپنی پیاس کو مصنوعی طریق سے بجھانے کے لئے مختلف سمتوں کو بھٹکتے ہیں۔ حزب اللہ، خاکسار پارٹی، مجلس احرار، جماعت اسلامی، مجلس مشاورت، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کمسن بچہ کی طرح جو ایک خوشنما دہکتے ہوئے انگارے کو ہاتھ میں لے کر تکلیف اٹھاتا اور چیختا ہوا بھاگتا ہے۔ یہ لوگ ان پارٹیوں کے نقصانات دیکھ کر چیخ اٹھتے ہیں اور ایڑیوں کے بل بھاگنے لگتے ہیں۔

بعض لوگ جماعت احمدیہ کی معجزانہ ترقیات اور کامیابیوں کو دیکھ کر یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید اس کی وجہ دعوئے ماموریت و رسالت ہے۔ اس لئے بعض یہ تجربہ بھی کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹے ملہم من اللہ ہونے کے دعویدار اور اس کے سلسلہ کو جلد نیست و نابود اور تباہ و برباد کر دینے کا اعلان فرما رکھا ہے۔ اس لئے ایسے لوگ اور ان کے پیرو قرآن کریم کی آیت "تقوّل" کے تحت نیست و نابود ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت و حقانیت پر ایک اور مہر لگا جاتے ہیں۔ یہ سب قسم کی تباہیاں غلط طور پر روحانی پیاس بجھانے اور صراطِ مستقیم سے روگردانی اختیار کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ایک قوم یا کسی ایک ملک اور علاقہ کے لئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ظلیت میں آپ بھی تمام اقوام اور تمام ممالک اور سب مذاہب کے پیرؤوں کو پیغام دینے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اسلئے مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب میں بھی مختلف صورتوں میں بعض مذہبی تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں۔ جو غلط رنگ میں روحانی پیاس کو بجھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ بالآخر ان کا انجام بھی ناکامی پر منتج ہوتا ہے۔

ہنسا دیش اس قسم کی ایک تحریک ہردوار میں کھڑی ہوئی ہے جسے "ہنسا دیش" کہتے ہیں۔ دہلی سے ہندی زبان میں ایک ماہانہ رسالہ بھی ان کا شائع ہوتا ہے ان کے گرو ملہم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اوتار قرار دیتے ہیں۔ بلکہ وہ تمام اخلاقی باتوں کو پیش کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور سکھوں وغیرہ کے بزرگوں کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ اور ان بزرگوں کے اخلاقی واقعات بھی اپنے لٹریچر میں پیش کرتے ہیں۔ زیادہ تر یہ لوگ تپسیا اور عبادت پر زور دیتے ہیں اور ان کی عبادت ہندوانہ طریق پر ہوتی ہے۔ ہمہ اوست کے یہ قائل ہیں۔ اس لئے ہر چیز کو خدا قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے گورو کو بغیر کسی دعوے کے "ہنس اوتار" قرار دے کر بتاتے ہیں کہ ان میں خدا نے اوتار لیا ہے۔

اس قسم کی سب تحریکیں درحقیقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امام الزمان مامور ہوتا ہے تو انسانی قلوب میں ایک حرکت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور جب وہ جوش ایک غلط سمت کو اختیار کر لیتا ہے تو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتا ہے۔ قرآن کریم میں وحی الٰہی کو بارش سے مماثلت دی گئی ہے جس طرح آسمانی بارش سے پھلدار درخت اُگتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی کچھ بے پھل بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں جن کو باغ کا مالک اکھاڑ پھینکتا ہے یہی مثال اس قسم کی تحریکوں کی ہوتی ہے۔ جو امام الزمان اور مامور ربانی کے دور میں مخالف رخ اختیار کر کے مذہب کے نام پر پیدا ہوتی ہیں

احمدیہ مشن ہنسا دیش فرقہ کے سرگرم پرچارک ایک نوجوان پنڈت راجندر پرتاپ سنگھ بی۔ اے ہیں دو سال قبل ان سے جان پہچان ہوئی تھی۔ شروع میں ایک روز تین چار گھنٹہ تک لگاتار تبادلہ خیالات جاری رہا۔ اور بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ پنڈت جی میں کوئی نرمی نہیں آئی ہے۔ تبادلۂ خیالات اسی حالت میں ختم ہو گیا۔ دوسرے روز ان لوگوں کا ایک مخصوص اجلاس منعقد ہونے والا تھا۔ خاکسار نے ان کے اجلاس میں تقریر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن موصوف نے عذر پیش کر دیا۔ البتہ شرکت کے لئے مدعو کیا۔ خاکسار ہندی اور انگریزی لٹریچر لے کر ان لوگوں کے اجلاس میں پہنچ گیا۔ پنڈت جی اس اجلاس کے صدر بھی تھے۔ موصوف مقرر بھی [illegible] آپ نے کھڑے ہو کر پہلے خاکسار کو تعارف کرایا اور بتایا کہ کل ہم لوگوں میں کافی دیر تک تبادلہ خیالات بھی ہوا ہے۔ اسوقت جب میں آنکھ بند کر کے پرماتما کے دھیان میں تپسیا کر رہا تھا تو اس [illegible] مجھے بتایا گیا کہ کل جو مولوی صاحب اجلاس میں آئیں گے ان سے تقریر کروائی جائے اور تقریر کا عنوان یہ ہو کہ وہ اپنا مشن پیش کریں۔ لہٰذا مولوی صاحب "احمدیہ مشن" کے موضوع پر تقریر کر کے شکریہ کا موقعہ دیں۔ خاکسار کو اور کیا چاہئے تھا۔ ایک گھنٹہ تک صداقت احمدیت از روئے ہندو مذہب پیش کی گئی اور [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بیان کر کے جماعت احمدیہ کی موجودہ بین الاقوامی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ لٹریچر تقسیم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد پنڈت جی موصوف اسلام اور احمدیت سے کافی متاثر ہیں لٹریچر بھی پڑھتے ہیں اور تعاون بھی کرتے ہیں۔

الیکشن ۹ر فروری مرکز کے فیصلہ (الیکشن میں کانگرس کو کامیاب کرنے کی کوشش کی جائے) کے سلسلہ میں خاکسار پنڈت جی سے ملا اور پنڈت جی نے کہا کہ بروز اتوار ۱۲ر فروری ہمارا خاص اجلاس ہے اس میں آپ اپنا مشن بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اور کانگریس کی تائید میں تقریر بھی کر سکتے ہیں خاکسار وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔ ایک سادھو جی بھی باہر سے آئے ہوئے تھے جو جلسہ کی صدارت کر رہے تھے۔ دو تین صد کی تعداد میں مرد و زن جمع تھے پنڈت جی نے خاکسار کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ جماعت احمدیہ قادیان کے پرچارک ہیں۔ ان کی جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس الیکشن میں کانگریس کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے یہ اس سلسلہ میں کچھ بولنا چاہتے ہیں اور اپنے مشن اور گورو جی کا تعلق قادیان سے ہے اس سلسلہ میں بھی کچھ بتائیں گے۔

شانتی پنڈت جی موصوف [illegible] کی تقاریر پہلے ہو چکی تھیں جن میں بتایا کہ شانتی اور اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے بہت تپسیا اور عبادت کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگرچہ [illegible] لکھا ہے کہ یہ حق ہے یقین [illegible] پرماتما بغیر اوتاروں کے [illegible] دیا کرتا ہے۔ اس کے بعد [illegible]

بن جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ سادھو جی نے ہیئت نماز پر اعتراض بھی کیا کہ سجدہ اور رکوع کرنے میں توجہ قائم نہیں رہ سکتی آخر میں خاکسار کی تقریر شروع ہوئی حاضرین کی خواہش کے مطابق تقریر کو نصف گھنٹہ تک ہی محدود رکھا گیا۔

ایک مثال

تقریر کا آغاز خاکسار نے ایک مثال سے کیا۔ اور کہا کہ کسی جگہ ہاتھی کھڑا تھا۔ کچھ اندھے بھی وہاں پہنچ گئے۔ کہنے لگے کہ ہمیں بھی ہاتھی دکھایا جائے تاکہ ہمیں بھی خوشی اور شانتی نصیب ہو۔ ہاتھی کے پاس ان اندھوں کو کھڑا کر دیا گیا۔ کسی کا ہاتھ ہاتھی کی ٹانگ پر پڑا اس نے سمجھا کہ ہاتھی ستون کی طرح ہوتا ہے۔ دوسرے کا ہاتھ اس کے پیٹ پر پڑا اس نے سمجھا کہ ہاتھی چھت کی طرح ہوتا ہے تیسرے کا ہاتھ اس کے کان پر پڑا اس نے سمجھا کہ ہاتھی سوپ (چھج) کی طرح ہوتا ہے۔ جب یہ اندھے ہاتھی دیکھ چکے اور افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہوا تو بجائے اندھوں کو شانتی اور اطمینان قلب نصیب ہونے کے اشانتی اور بے اطمینانی حاصل ہوئی اور سر پھٹول تک نوبت پہنچی۔ وہی حالت آج مذہبی لوگوں کی ہو رہی ہے آج لوگ نام کے ہندو مسلمان اور عیسائی کہلاتے ہیں لیکن مذاہب کی پاکیزہ اخلاقی تعلیم سے بہت دور جا چکے ہیں اور روحانی بصیرت ان میں باقی نہیں رہی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہب جو دنیا میں امن اور شانتی کا علمبردار تھا وہ فتنہ اور فساد کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

نماز کی حقیقت

آج کی تقاریر میں شانتی اور اطمینان قلب حاصل کرنے کے لئے تپسیا اور عبادت پر زور دیا گیا ہے قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب۔ کہ حقیقی اطمینان قلوب اور شانتی محض خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ ع

یاد جس دل میں ہو اس کی وہ پریشان نہ ہو
ذکر جس گھر میں ہو اس کا کبھی ویران نہ ہو
(المصلح الموعودؓ)

اسلام نے ذکر الٰہی کی بہترین صورت نماز بتائی ہے جس میں روح کے ساتھ انسان کا جسم بھی عبادت میں شریک ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی روح اور جسم کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط و تعلق ہے کہ یہ ایک دوسرے سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایک شخص کو جب کوئی خوشی کی خبر ملتی ہے تو اس کا اثر اس کے چہرہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے شخص کے جسم پر اگر کوئی زخم ہو جاتا ہے تو اس کی روح بھی دکھ اٹھاتی ہے لہذا ذکر الٰہی اور عبادت کی کامل صورت وہی ہو سکتی ہے جس میں جسم اور روح دونوں شریک ہوں۔ اور یہ شرکت پر حکمت انداز میں صرف اسلامی نماز میں ہی ہمیں دکھائی دیتی ہے۔

اسلامی نماز صرف مسجد اور مصلّی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسان کے ہر قول و فعل کے ساتھ نماز کا تعلق بتایا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَر یعنی حقیقی نماز وہ ہے جو چھوٹے بڑے گناہوں سے روکتی ہے پس اگر ایک نمازی دن بدن بدیوں اور گناہوں سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور نیک کاموں کی اسے زیادہ توفیق ملتی جاتی ہے تو اس کی نماز حقیقی معنوں میں نماز ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی نماز میں ضرور کوئی خامی ہے جسے دور کرنے کی اسے فکر کرنا چاہیئے گویا نماز کے نتائج کو سمجھنے کے لئے یہ ایک پیمانہ بتایا گیا ہے۔

قرآن کریم کی ایک دوسری سورۃ میں ایسے نمازیوں کا بھی تذکرہ موجود ہے جو بے سہارا یتیموں کو دھتکارتے ہیں اور مسکین اور پریشان حال لوگوں کی امداد کرنے اور انہیں کھانا کھلانے کی ترغیب تک نہیں دلاتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کو ادنیٰ ادنیٰ چیز سے بھی محروم رکھتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (الماعون) ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ یعنی نہ صرف یہ کہ ایسے نمازیوں کو نماز کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ یہ چیزیں ان کے لئے ہلاکت کا باعث بھی ہوں گی۔

پس اسلام ہمیں ایک ایسی نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے جس کا تعلق انسان کے ہر اس قول اور فعل کے ساتھ ہے جو اس سے اس دنیا کے کاموں میں سرزد ہوتا ہے (اس کے ساتھ ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں سے بعض ایسے واقعات پیش کر دیئے گئے جو بنی نوع انسان کے ساتھ بے نظیر ہمدردی پر مشتمل ہیں)

پس اسلامی نقطہ نگاہ سے عبادت وہی عبادت ہے جس کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کے ساتھ بھی ہمدردی کا عملی ثبوت بھی موجود ہو۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی"
(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ تناسخ

تناسخ اور آواگون کے متعلق سادھو جی نے فرمایا ہے کہ بغیر یونوں میں ڈالنے کے بھی خدا تعالیٰ شریر کو جنم دیتا ہے۔ اور پھر سورگ (جنت) اور نرک (دوزخ) میں ڈالتا ہے سو اسلام بھی تناسخ اور آواگون کو نہیں مانتا۔ اور رد تناسخ میں قرآن کریم نے زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مرور زمانہ اور تحریف و تبدیل یا غلط تشریح کی وجہ سے ہندو لٹریچر میں مسئلہ تناسخ آ گیا ہے۔ ایک شلوک ہے:

"آہار نندرا بھے میتھونچ سمان میتت پسو بھیر نرانانگ دھرموہی تے شام دھرمی نو وشیشو دھرمین ہینا پسو بھی سمانا۔"

ترجمہ۔ کھانا سونا جنسی تعلقات وغیرہ تو حیوانات میں بھی موجود ہیں۔ البتہ دھرم انسان میں انسانیت پیدا کرتا ہے جس میں دھرم نہیں ہے وہ ایک حیوان کی طرح ہے۔

اس اشلوک میں انسان کی زندگی کی غرض بتائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک ہاتھی انسان سے بہت زیادہ کھاتا ہے۔ اگر انسان کی زندگی کی غرض کھانا پینا ہی تھی تو اس غرض اور مقصد کو ایک ہاتھی باحسن پورا کر رہا ہے۔ ایک بچھو انسان سے بہت زیادہ سوتا ہے۔ اور اسی طرح جنسی تعلقات کے اعتبار سے بھی انسان کی نسبت بعض حیوان زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ انسان کی زندگی کی غرض اس سے بہت بالا ہے اور اسے مذہب ہی پورا کرتا ہے۔

انسان جب تک مذہب کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کبھی کسی حیوان کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی کسی کے۔ جب ایک آدمی دھوکا بازی کو اختیار کرتا ہے تو وہ انسان کی شکل میں ایک لومڑی ہوتا ہے۔ جب ایک انسان اپنا نظریہ دوسروں کو نقصان پہنچانا ہی بنا لیتا ہے تو وہ درحقیقت انسان کی شکل میں ایک سانپ ہوتا ہے۔ اور اس طرح معنوی رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ کچھ انسان سانپ کی جون میں ہیں اور کچھ لومڑی کی جون میں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب ایک انسان بداخلاقی کا جامہ اتار کر نیک اخلاق کا جامہ پہن لیتا ہے تو وہ معنوی طور پر انسان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ اسی قسم کے اشلوک دیکھ کر آہستہ آہستہ لوگوں نے آواگون کا مسئلہ ایجاد کر لیا ہو۔ اور بعد میں اپنے خیالات کے مطابق کچھ تحریف و تبدیل بھی کر لیا ہو۔ قرآن کریم اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان فرماتا ہے اور بداخلاق لوگوں کو حیوان قرار دیتا ہے بلکہ راستہ کے اعتبار سے حیوانوں سے بھی زیادہ گمراہ قرار دیتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام بھی ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ع

جن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روبہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(باقی)

(بقیہ خطبہ صفحہ [illegible])

جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کے لئے قائم کیا ہے اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ

بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں

۔ اللہ تعالیٰ ان اقوام کو ہدایت عطا کرے کہ جن کے غلط فیصلے آج تمام بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ اور خدا کرے کہ ان میں یہ فراست پیدا ہو جائے کہ خود فیصلے کرنے کی بجائے اپنے رب کے فیصلوں پر راضی ہو جائیں اور اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور اس طرح وہ بنی نوع انسان کو ہلاکت سے بچانے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ سوچ کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ انسان خود اپنے ہی ہاتھ سے خدا کی عطا کو غلط استعمال کرتے ہوئے کس قدر ہلاکتوں کے دروازے اپنے پر کھول رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو ہلاکت اور تباہی سے محفوظ رکھے آمین۔
(الفضل)

اپنی حیثیت کے مطابق مالی تحریکات میں حصہ لیں

اسی طرح وقف جدید کی تحریک میں خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا مال پیش کریں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور حصہ لیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب مومن اپنے نفسوں پر قابو رکھیں اور دل میں اس کے لئے بالکل تیار رہیں کہ جب خدا تعالیٰ کی آواز آئے گی تو اپنے مالوں کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ کیونکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی نے فرمایا ہے کہ

"وہ جو خوش حالی میں مست رہتے ہیں مگر جب ان پر مصائب اور آفات آتی ہیں تو لوگ ان سے کسی قسم کی ہمدردی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے حالانکہ ہر انسان کتنا بڑا ہو مصیبت میں دوسروں کی ہمدردی اور محبت اور اعانت کا محتاج ہوتا ہے اور اگر روحانی نقطہ نگاہ کو لو تو یہ واضح ہی ہے کہ جس شخص نے خدا تعالیٰ کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا یا قوم کے غرباء کی پرورش اور ان کی بہبودی کا خیال نہ رکھا اُسے خدا اور اُس کے ملائکہ کی نصرت اور اس کے پاک بندوں کی دعائیں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ ان تمام نعمتوں سے محروم رہے گا اور اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی مول لے گا۔"

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ وقف جدید کے متعلق ضروری اعلان

جماعتوں اور احباب کی طرف سے سال رواں کے وعدے اُس تیزی کے ساتھ نہیں پہنچ رہے جس تیزی کے ساتھ گذشتہ سال پہنچ رہے تھے اور وصولی ترسیل چندہ میں بہت کمی محسوس کی جا رہی ہے سیکرٹریان وقف جدید اور مال مہربانی فرما کر اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ جملہ احباب جماعت سے چندہ کی وصولی حسب وعدہ ہر ماہ کر لی جایا کرے اسی طرح بچوں کا چندہ بھی باقاعدہ وصول کر کے رسیدیں نام بنام جاری کی جائیں اور تفصیل چندہ مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ارسال کی جایا کرے تاکہ جماعتوں کے کھاتے ساتھ ساتھ مکمل ہوتے جائیں۔ رسیدیں صدر انجمن احمدیہ کی رسید بکوں پر ضرور کاٹی جایا کریں۔

نوٹ۔ پندرہ برس تک کی عمر کے تمام بچوں بچیوں کے حسابات الگ رکھے گئے ہیں اس لئے ان کے وعدوں اور وصولی کی الگ الگ فہرستیں بھجوائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ایک اہم ارشاد

فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں اُس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہنچتی اس کا علم پہنچتا ہے خواہ ایک بکرا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کے اس ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کرے۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ حسب توفیق زیادہ سے زیادہ صدقات کی رقوم مرکز میں بھجوا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

زکوٰۃ

(۱) زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے
(۲) ہر صاحب نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے
(۳) کوئی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائمقام تصور نہیں کیا جا سکتا۔
(۴) زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔
(۵) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رُو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اشاعت اسلام کی ضرورت کے پیش نظر ہر تعلیمی سال کی ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی ہے۔ تاکہ یہ طلباء تحصیل علم کے بعد تبلیغ و اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ چنانچہ امسال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے طلباء درکار ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مدرسہ احمدیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ نے ایسا ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اس جماعت کو بڑھانے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کا بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے۔۔۔ کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں۔"

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئے گا کیونکہ خدا نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس اشاعت میں حصہ لیں گے یہ خدا کا فضل و احسان ہے جو اس نے تمہیں موقع دیا ہے۔"

چنانچہ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کیلئے مرکز میں بھیجیں۔ اس سلسلہ میں "داخلہ فارم" نظارت ہذا سے ۱۲ مارچ ۶۷ء تک حاصل کر کے مکمل خانہ پری کے بعد ۱۵ اپریل ۶۷ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

(۱) بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل یا میٹرنڈ تک ہونی لازمی ہے (۲) بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔
(۳) نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔ — صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے امسال [illegible]

۱۰م۔ یہ سات وظائف مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی، اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم داخلہ پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔ ناظر تعلیم قادیان۔ مورخہ ۱۶ مارچ ۶۷ء

خبریں

نئی دہلی ۱۹ر مارچ۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے مختلف صوبوں کے مکھیہ منتریوں کو الگ الگ خط لکھے ہیں جن میں ان سے کہا گیا ہے کہ وہ ملک کی ترقی کے لئے تعمیری کوششوں میں تعاون دیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی وزارت کی سیاسی نوعیت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مرکز اور صوبوں میں متحدہ سیکولر اور خوشحال بھارت کی تعمیر کے لئے ہمیشہ باہمی تعاون ہو سکتا ہے آپ نے اپنے خطوں میں وارننگ دی ہے کہ آنے والے دن بڑے مشکل کے ہوں گے اور اناج کا مسئلہ اور قیمتوں کا مسئلہ دو ایسے معاملے ہیں جن سے قوم کو عہدہ برآ ہونا ہوگا۔ صوبوں کو سخت محنت اور دلیرانہ فیصلوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ شریمتی اندرا نے کانگرس سرکاروں والے صوبوں کو لکھا ہے کہ ان کی کارکردگی خاص طور پر دیکھی جاتی ہے کیونکہ لوگ ان کے کام کا غیر کانگرسی وزارتوں کے کام کے ساتھ مقابلہ اور موازنہ کریں گے

نئی دہلی ۱۹ر مارچ کل لوک سبھا میں ڈاکٹر لوہیا نے سعودی عرب کے بادشاہ کی طرف سے پردھان منتری کو ہیروں کا ہار پیش کئے جانے کا جو معاملہ اٹھایا تھا اس کے بارے میں پردھان منتری نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ انہوں نے سارا ہار حکومت کے پاس جمع نہیں کرایا تھا۔ پردھان منتری نے کہا کہ غیر ملکی شخصیتوں کے ایسے تحائف دینا عام دستور ہے۔ شاہ سعود نے مجھے ہار پیش کیا تھا جو بعد ازاں ریزرو بینک کو سونپ دیا ڈاکٹر لوہیا کتنے دن بعد.....

پردھان منتری وہ میری تحویل میں نہ تھا۔ میں اسے پاس نہ رکھتی میں اس الزام کی تردید کرتی ہوں کہ میں نے سارا نیکلس جمع نہیں کرایا۔

نئی دہلی ۱۹ر مارچ۔ سوتنتر پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ شری راجگوپال آچاریہ نے کل یہاں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ چند ماہ کے اندر دیش میں پھر چناؤ ہو جائیں گے۔ میرے جو دوست اور پارٹیاں کانگرس سرکار کے خلاف ہیں۔ انہیں میں یہ چند ماہ کا وقت دینا ہوں۔ اس عرصہ میں وہ قابل اشخاص کی ایک قومی سرکار بنانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مختلف اپوزیشن پارٹیوں کو اپوزیشن کو ایک اچھی اور اہل سربراہ مہیا کرنی چاہیئے۔ صدر ہائی سرکاروں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ مغربی بنگال اور کیرل کی غیر کانگرسی سرکاریں ہی کانگرسی سرکاروں کی نسبت بہتر کام کرنے کی استعداد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کانگرسی سرکاروں کے ساتھ مقابلہ ہے اور وہ لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کریں گی کہ وہ بہتر حکومت کر سکتی ہیں۔ اپنے بائیں کی وجہ سے وہ بہتر حکومت نہیں دیں گی۔ راشٹر پتی کے چناؤ کے بارے میں شری راجگوپال آچاریہ نے کہا کہ ریٹائرڈ جنیل کو اس عہدہ کے لئے نا موزوں نہیں سمجھنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ ریٹائرڈ جرنیلوں میں سے اچھا راشٹرپتی آ سکتا ہے۔ ہم ایک اچھا راشٹرپتی چاہتے ہیں۔ جس کا لوگ احترام کرتے ہوں اور جو دیش کے لئے کچھ فائدہ مند ثابت ہو سکے۔ آپ نے کہا کہ موجودہ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن اپنے آپ کو اتنا بوڑھا نہیں سمجھتے جتنا کہ آپ سمجھتے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۱۹ر مارچ۔ پنجاب دیش کانگرس کمیٹی کے صدر گیانی ذیل سنگھ نے کل پریس کانفرنس میں کہا کہ متحدہ محاذ کی وزارت میں انتشار پیدا ہو رہا ہے اور وہ کسی وقت بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ماسٹر تارا سنگھ، اکالی دل، جن سنگھ اور کمیونسٹ پارٹی جن کے نظریات میں بھاری فرق ہے زیادہ دیر اکٹھے چل سکتے ہیں تاہم انہوں نے یہ بات واضح کر دی کہ کانگرس وزارت توڑنے کے لئے کوئی غیر جمہوری طریق کار اختیار نہ کرے گی۔ کوئی رشوت نہ دی جائے گی۔ کوئی سودا بازی نہ ہوگی۔ اور کوئی پیشکش نہ کی جائے گی ہم نے پنجاب میں غیر کانگرسی وزارت کی تشکیل کی اجازت ایمانداری سے دی ہے۔ ہم آئندہ بھی خلوص سے کام کریں گے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر محاذ کی وزارت ٹوٹ گئی تو کانگرس کا آئندہ قدم کیا ہوگا۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سردست وہ اس کا انکشاف کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس سے پارٹی کو نقصان پہنچے گا۔

لدھیانہ ۱۱ر مارچ۔ پنجاب و ہریانہ کے گورنر شری دھرم ویر نے گورنمنٹ کالج لدھیانہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کی۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں طلباء کو ذات پات اور دوسری تنگ نظری سے اوپر اٹھنے اور قوم کی خدمت کرنے کی تلقین کی۔ ابھی ملک کے لئے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اور ملک آنے والی نسلوں سے امید کرتا ہے کہ وہ خدمت اور ذمہ داری کے احساس سے کام کریں گی۔

بھٹنڈہ ۱۱ر مارچ بھارتی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل کمار منگلم نے کہا کہ سابق فوجیوں کی پنشنوں میں اضافہ کی مانگ وزن دار ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ مرکزی سرکار سے سفارش کریں گے۔ کہ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر پنشنوں میں بھی اضافہ کیا جائے وہ سابق فوجیوں کی یونین کی تیسری سالانہ کانفرنس کو خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ وہ ان کی زرعی زمین کی الاٹمنٹ اور ڈیفنس کا دفتر قائم کرنے کی مانگوں پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

چنڈی گڑھ ۱۹ر مارچ۔ پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے یونیورسٹی کے وائس چانسلر شری سورج بھان کو پروگرام کے مطابق یونیورسٹی کے سالانہ امتحانات کرانے کے لئے ضروری ہنگامی اقدامات کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پنجاب اور ہماچل پردیش کے کالج لیکچروں نے دھمکی دے رکھی ہے کہ اگر تنخواہیں بڑھانے کے بارے میں کوٹھاری کمیشن کی سفارشات لاگو نہ کی گئیں اور ان کی ڈیمانڈ ۲۰ر مارچ تک منظور نہ ہوئیں تو وہ یونیورسٹی امتحانات کا بائیکاٹ کر دیں گے۔ سنڈیکیٹ نے وائس چانسلر کو یہ بھی اختیار دیا کہ اگر کالج لیکچرر بائیکاٹ کی دھمکی کو عملی جامہ پہنائیں تو وہ ان کی جگہ متبادل انتظام مقرر کر سکتے ہیں۔ سنڈیکیٹ نے کالج لیکچروں سے اپیل کی کہ وہ یونیورسٹی امتحانات کے بائیکاٹ کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں کالج لیکچروں کے بائیکاٹ کی دھمکی پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے سنڈیکیٹ کو ان کے دعووں سے پوری ہمدردی ہے اور وہ حکومت سے کہے گی اور وہ کمیشن کی سفارش کے مطابق انہیں گریڈ دے گی۔ وہ جو قدم اٹھا رہے ہیں افسوسناک ہے۔

ایک ضروری اعلان

منجانب نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ ماہ اپریل کے بل سائر مالی سال کا آخر ہونے کے باعث مورخہ ۲۰-۴ تک بذریعہ رجسٹری دفتر کو بھجوا دیئے جائیں۔ ڈاک خرچ کے علاوہ دیگر مدات کا خرچ پورے ماہ کا شمار کر لیا جائے۔ ڈاک خرچ جو مورخہ ۲۰-۴ کے بعد ہوگا وہ اگلے ماہ میں ڈال لیا جائے۔

انچارج مبلغین کرام اپنے اپنے ماتحت مبلغین کو اس بات کی تاکید کریں کہ وقت کے اندر بل بھجوانے میں تساہل سے کام نہ لیا جائے۔ ورنہ اس کی ذمہ داری خود ان پر ہوگی ہر مبلغ کا فرض ہوگا کہ اگر دوران سال کا کوئی بل قابل وصول ہے تو اس کی یاددہانی سے اس سے متعلقہ دفتر کی منظوری رجسٹری جس منظوری کی بناء پر سفر اختیار کیا گیا ہو، کا حوالہ بھی ساتھ بھجوائیں۔ دفتر کی ایسی منظوری کا نہ ہونے کی صورت میں کوئی بل قابل ادائیگی نہ ہوگا۔

مبلغین کرام کو اس مضمون کی الگ الگ چٹھیاں بھی بذریعہ رجسٹری لکھ دی گئی ہیں تاہم بذریعہ اعلان ہذا سب مبلغین کو اطلاع دی جاتی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ کا تبلیغی اسٹال

(بقیہ صفحہ اول)

رکاوٹ نہیں پیش آئی بڑے ہی فرشتہ اور اچھے انداز میں یہ کام طے پایا۔ اور اس سٹال کے ذریعہ ہم نے ہزاروں نفوس تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پہنچانے کی سعادت حاصل کی ماشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا نے فضل سے نمایاں طور پر کامیابی عطا فرمائی ہے۔ دوستوں نے مالی قربانی پیش کر کے یا وقت دے کر خلوص اور محبت کے ساتھ اس کام میں حصہ لیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو۔ اور انہیں دین و دنیا کی برکات سے نوازے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کے بہتر نتائج پیدا کرے اور ہمیں اسلام و احمدیت کے سچے خادم بنائے۔ آمین۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر